۲۰۰

دیباچہ

[illegible] آج آپ [illegible] اپنی [illegible] دوسری کتاب [illegible] باقی ہے۔
[illegible] معلوم ہو گیا ہوگا کہ مؤلف [illegible]
[illegible] حالات کی طرف [illegible]
[illegible] دیکھنے کا آپ کے دل میں
[illegible]
[illegible] تسلیم کرنے [illegible]
[illegible] حالات سے بھی [illegible]
[illegible] دوسری کتاب ختم ہوئی
[illegible]

[illegible]

محبوب بیگ

باب اوّل



۷۰۴۹۶

حالات ابتدائی

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ اعلےٰ خاندان قریش میں سے تھے۔ ان کے والد مشہور سردار قوم تھے۔ ان کی والدہ حنتمہ بنت ہشام ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ انکا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ عمر ابن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ گویا آٹھویں پشت میں آنحضرت صلعم سے ملتا ہے۔

حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کی ولادت سے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق اکیس برس بعد پیدا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ستاون سال کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ترسٹھ سال کی تھی۔ ان کے بچپن کے حالات بہت کم معلوم ہیں جب وہ بڑے ہوئے تو خاندان قریش میں انکی بہت قدر و منزلت ہوتی تھی۔ آپ سفارت کا کام کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی ثالث مقرر ہوا کرتے تھے۔ مگر برکت اسلام میں ابھی مستفیض نہیں ہوئے تھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں آپ کو اسلام سے نفرت تھی۔ ایکدفعہ آپ نے ایک مسلمان عورت کو پکڑ کر خوب زدوکوب کی جب انکی بہن فاطمہ نے اسلام قبول کیا تو آپ نے غصہ میں آکر اسکو بھی مارنا شروع کیا۔ آپ طبیعت کے بہت سخت تھے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے رسول خدا کے دشمن تھے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کی نسبت بہت سی روایات ہیں کہتے ہیں ایک دفعہ انہوں نے اپنی بہن مخاض کو مارا اور کعبہ کی طرف چل دیئے۔ وہاں دیکھا کہ آنحضرت صلعم چادر اوڑھے ہوئے حجراسود کے پاس گئے اور کچھ عرصہ تک نماز پڑھی۔ پھر واپس جانے لگے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے سنا ایسا پیشتر کبھی نہیں سنا تھا۔ جب میں ان کے پیچھے ہو لیا تو آپ نے کہا کہ کون ہے

میں نے کہا کہ عمر [illegible] ہیں پر آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر تو مجھے نہ دن کو چھوڑتا ہے نہ رات کو۔ میں نے بددعا کے خوف سے کلمہ شہادت پڑھا۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ اپنی بہن کے گھر کی طرف آئے۔ جب دروازے پر آئے تو دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اور قرآن مجید کے پڑھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ دروازہ کھلوا کر گھر والوں سے پوچھا مجھے دکھاؤ کیا پڑھتے ہو۔ انھوں نے انکار کیا۔ اسپر حضرت عمرؓ نے اپنی بہن اور بہنوئی کو اسقدر مارا کہ خون بہنے لگا۔ پھر اُن کی بہن نے کہا کہ ہم نے تو دین اسلام قبول کر لیا ہے جو تیرے دل میں آئے تو بھی کر۔ آخر حضرت عمرؓ کے دل میں بھی اسلام کی رغبت پیدا ہوئی اور ان سے سورہ طٰہٰ کی یہ آیت سُنی۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ طٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تنزیلا ممن خلق الارض والسمٰوٰت العلیٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفیٰ اللہ لا الٰہ الا ہو لہ الاسماء الحسنیٰ۔ اس آیت کی فصاحت اور بلاغت نے حضرت عمرؓ کے دل پر اس قدر اثر پیدا کیا کہ وہ فوراً ایمان لے آئے کہ بیشک یہ خدا کا کلام ہے۔ اور اسلام قبول کیا۔ اس وقت انکی عمر ۲۶ چھبیس برس کی تھی یا ستائیس ۲۷ سال تھی۔ آنریبل سید امیر علی نے واقعہ مذکورہ بالا کو اس طرح بیان کیا ہے "اس وقت میں نئے دین کو ایک قیمتی معاون حضرت عمرؓ کی ذات میں حاصل ہوا جن کی دانشمندی اور قابلیت نے انکو اسلام کے آیندہ جمہوری سلطنت کا ایک عضو اور جزو ضروری بنا دیا۔ دین محمدی کی جو خدمات وہ بجالائے ہیں انھوں نے انکے نام کو تاریخ کے صفحوں پر کندہ کر دیا ہے۔ وہ عدی بن کعب کے خاندان کے معزز اور ممتاز ممبر اور خطاب کے بیٹے اور اس سے پہلے اسلام کی سخت مخالفت پیغمبر صلعم کی عداوت کے سبب سے مشہور تھے اُن کا اسلام لانا قرآن مجید کی ایک سورۃ کے اُن کے دل پر جادو کا سا اثر پیدا کرنیکا نتیجہ بیان ہوا ہے۔ جو انھوں نے اپنی بہن کے گھر میں سُنا جہاں وہ غضب اور طیش میں آکر قتل کرنے کے ارادے سے گئے تھے ان الفاظ سے متاثر ہو کر جو انھوں نے سُنے انھوں نے اپنی تلوار لئے ہوئے جس سے وہ پیغمبر کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے وہ

سیدھے پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے اصحاب رسول اللہ کی جماعت میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا حضرت عمرؓ نے اپنے آقا کے ہاتھ چومے اور پھر دین میں داخل ہونے کی درخواست کی مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے رحمت الٰہی میں شریک ہونے پر دل سے خداوند کریم کا شکر کیا

مسلمان ہونے کے بعد وہ اسلام کا ایک رکن ہو گئے۔ اب اسلام کو کسی کو چھپنا یا سر چھپانے اور پوشیدہ رہنے اور چھپ کر خدا کی عبادت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اور ان نئے اسلام قبول کرنے والوں نے ان کو علانیہ طور پر عبادت کرنے کی جرأت دلائی۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی خبر سن کر قریش پر بجلی گر گئی۔ اور معاملے کے نازک ہونے کو جان گئے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کو نہایت تقویت ہوئی ان کے ساتھ حضرت حمزہؓ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ اور اسلام کی بنیاد مستحکم ہو گئی قریش اور کفار کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج کے دن ہماری قوم نصفا نصف ہو گئی۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر آنحضرت صلعم نے ان کو فاروق کا خطاب دیا ان کا نام عمرؓ کنیت ابوحفص خطاب فاروق لقب امیر المومنین تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فاروق کا خطاب حضرت عمرؓ کو اس وقت دیا جبکہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور مکہ میں اسلامی ڈنکا بج گیا۔ اور خدائے واحد کی عبادت علانیہ ہونے لگی بعض مورخوں نے اس خطاب کے متعلق ایک اور واقعہ کا ذکر کیا ہے جو یہ ہے ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کے درمیان تنازعہ ہوا۔ فیصلہ کے واسطے دونوں رسول صلعم کو ثالث مقرر کرنے پر راضی ہوئے۔ جب مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ اس پر مسلمان راضی نہ ہوا اور حضرت عمرؓ کو ثالث بنانا چاہا۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول صلعم اس مقدمہ کا فیصلہ کر چکے ہیں اور مسلمان اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوا تو آپ جھٹ ایک تلوار لے آئے۔ اور اس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا اور پھر با آواز بلند کہا کہ اس شخص کو

یہ سزا ہے جو خدا اور اس کے رسول کے فیصلے سے انحراف کرے۔ اس فعل سے حضرت عمرؓ کو
فاروق کا خطاب دیا گیا۔

حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کو اسلام قبول کئے ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب
عم رسول اللہ کا انتقال ہوگیا۔ اسو اسطے سارا آرام و اطمینان جاتا رہا اور جب آنحضرت صلعم کو بنی
ثقیف کو دین اسلام پر لانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی اور اہل مدینہ کو راغب پایا تو آپ نے اصحاب
کو مدینہ کی طرف ہجرت کی ہدایت فرمائی پہلی ہجرت ۵ سنہ نبوی میں حبشہ کی طرف ہوئی دوسری
بھی ۵ سنہ نبوی میں اسی طرف ہوئی مدینہ کی طرف تیسری ہجرت تھی جو ۱۳ سنہ میں ہوئی اور اس میں
حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت حمزہؓ اور اکثر اصحاب آں حضرت مکہ سے مدینہ کو چلے گئے۔ اور مکہ میں
آنحضرت کے پاس حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا کوئی اور خاص اصحاب میں سے نہ رہا سب سے
پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم مدینہ میں پہونچے جو دین اسلام کی تلقین کرتے تھے ان کے بعد
حضرت عمرؓ مع دیگر چند صحابہ کے پہونچے ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا میں عبد اللہ بن مسعود کا قول
لکھا ہے کہ "حضرت عمر کا ہجرت کرنا اسلام کے واسطے نصرت تھا"

حضرت عمرؓ اور دیگر چند اصحاب مدینہ میں تھے مگر آنحضرت مکہ میں کفار اور دشمنوں سے گھرے ہوئے
تھے۔ مدینہ پہونچنے سے پہلے تین چار دن آنحضرت صلعم نے غار میں گذارے چونکہ اصحاب مدینہ
کو انکی روانگی کی خبر پہنچ گئی تھی اور یہ حال معلوم نہیں تھا کہ آپ غار میں ہیں اس واسطے ان کو
سخت تشویش دامنگیر ہو رہی تھی اور مہاجرین اور انصار کو ہر روز آپکا انتظار تھا۔ آخر جمعہ کے مبارک
دن آنحضرت صلعم قبا سے ہوتے ہوئے قریب یثرب یعنی مدینہ میں پہونچے آپ کی آمد کا دن مسلمانوں کے
واسطے عید کا دن تھا اسو اسطے وہ دن ہمیشہ کے واسطے مسلمانوں کے عید کا دن بن گیا۔

اسلام کی برکت سے بنی اوس اور بنی خزرج کے درمیان برادرانہ محبت کی بنا ڈالی گئی جو پہلے
ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اور ہمیشہ خونریز لڑائیاں ان کے درمیان ہوتی رہتی تھیں اسلام کی پاک تعلیم سے ان کے
دلوں میں محبت اور الفت قائم ہوگئی یعنی مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت قائم ہوگیا۔

مدینہ میں سب سے پہلے آنحضرت صلعم نے مسجد قبا کی تعمیر کی اور خود دست مبارک سے کام کیا حضرت
عمر اور دیگر اصحاب نے پتھر اور مٹی ڈھو کر جمع کی یہی تاریخ اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے حضرت
عمر خود اسمیں جھاڑو دیتے تھے اور اسکو صاف کرتے تھے قریش اور کفار مکہ کو مسلمانوں کی جمعیت بڑھتی
دیکھ کر ناگوار اندیشہ پیدا ہوا اس واسطے وہ مسلمانوں کو ستانے اور ان کے ساتھ جنگ جدل کے واسطے
آمادہ ہو گئے بدر کے مقام پر جنگ عظیم ہوا جس میں دشمنوں کا بہت سا مال و اسباب مسلمانوں کے
ہاتھ آیا واقدی میں لکھا ہے کہ اس جنگ میں حضرت عمر نے اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن
مغیرہ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور لشکر قریش کے ستر آدمی گرفتار ہوئے۔

حضرت عمر کی کنیت ابو حفص اس طرح ہوئی کہ قریش نے مدینہ پر چڑھائی کی اور بنی ہاشم بھی طوعاً
وکرہاً ان کے ساتھ تھے چونکہ آنحضرت صلعم کے چچا عباس بھی ان میں تھے اس واسطے آپ نے
حکم دیا کوئی شخص عباس اور ابوالبختری بن ہشام کو قتل نہ کرے ابو حذیفہ بن عتبہ اس حکم کو نہیں
مانتا تھا۔ حضرت عمر نے اسکی مخالفت کی اور ابو حفص کے نام سے پکارے گئے۔

قریش کے جو ستر آدمی گرفتار ہوئے تھے ان کی نسبت لشکر اسلام میں یہ سوال پیش ہوا
کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاوے آنحضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ مشورہ کیا حضرت
عمر نے یہ صلاح دی کہ ان کو قتل کیا جائے حضرت ابوبکر کی یہ رائے تھی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے
آنحضرت نے حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور فدیہ لیکر سب قیدیوں کو چھوڑ دیا اس بات کو
خدا تعالیٰ نے ناپسند کیا اور نازل ہوا ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض
تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما
اخذتم عذاب عظیم یعنی نبی کو نہیں چاہیئے کہ ہوں اس کے لیئے قیدی جب تک کہ گھمسان
کر دیوے زمین میں چاہتے ہو تم مال دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت کو اور اللہ
زبردست ہے حکمت والا اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے پہلے سے بے شک تم کو پہونچتا اس میں
جو تم نے لیا عذاب بہت بڑا۔

جنگ بدر کی نسبت سر سید احمد خاں بہادر اپنی تفسیر میں یوں ارقام فرماتے ہیں + "بدر کی لڑائی قریش مکہ کے تمام لشکر سے جو اُن کے ساتھ آیا تھا۔ لڑائی نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک گروہ سے جو لڑنے کو نکلا تھا لڑائی ہوئی تھی جیسا کہ آیت اذ یریکموھم اذ التقیتم میں ثابت ہوتا ہے۔ اس گروہ کو جو مقابلہ میں آیا تھا شکست ہوئی تھی اور تمام لشکر قریش مکہ کا ایسا پریشان ہوگیا تھا کہ کسیکو پھر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کا تعاقب بھی نہیں کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اسی سورۃ میں فرمایا ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم مگر قریش کے لشکر میں سے ستر آدمی بطور قیدی کے گرفتار ہو گئے تھے ان قیدیوں کی نسبت آنحضرت صلعم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے حضرت عمرؓ اور سعد بن معاذ نے رائے دی کہ سب کو قتل کرنا چاہیئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے چنانچہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا فدیہ لینے پر خدا نے اپنی ناراضی ظاہر کی کیونکہ وہ لوگ بغیر لڑنے کے پکڑے گئے تھے اور اس لئے لڑائی کے قیدی جن سے فدیہ لیا جا سکتا نہیں تھے۔ اسی پر خدا کی ناراضی ہوئی اور خدا نے فرمایا ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ الخ جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اُن کے قتل نہ کرنے پر خدا کی ناراضی ہوئی تھی کسی طرح پر صحیح نہیں ہو سکتی اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے جب ان کا قیدی جنگ ہونا ہی نہیں قرار دیا تو ان کی قتل نہ کرنے پر کیونکر ناراضی ہو سکتی تھی۔"

جنگ بدر میں شکست کھانے سے قریش میں ایک جوش پھیلا ہوا تھا اور وہ انتقام لینا چاہتے تھے۔ اس ارادے سے انھوں نے پھر چڑھائی کی اور ماہ شوال ۳ہجری میں مشہور جنگ احد واقع ہوا۔ ابوسفیان تین ہزار کی جمعیت ساتھ لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر آنحضرت صلعم بھی اس خبر کو سنکر مدینہ سے روانہ ہوئے اور احد کے پاس قیام کیا۔ نہایت سخت لڑائی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے ٹوٹ گئے اور آپکے شہید ہونے کی خبر پھیل گئی جس سے بہت لوگ بھاگ گئے آخر معلوم ہوا کہ آنحضرت صحیح وسالم ہیں تب سب لوگوں کو تسکین ہوئی۔ اور وہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ اس جنگ میں حضرت

اُسکو قریش کے پاس بہیجدینگے اور اگر آنحضرت کے ساتھی قریشیوں میں سے کوئی شخص کہیں چلا جائے تو اُسکو قریش واپس نہیں دینگے ابھی عہدنامہ تحریر نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ غصہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاکر شکایت کی اسکے بعد وہ آنحضرت صلعم کے پاس جاکر شکایت کہنے لگے مگر جب آپنے اچھی طرح سمجھایا تو اپنی غلطی کا اقرار کیا اور کفارہ میں غلام آزاد کرنیکا عہد کیا اصل میں حضرت عمرؓ کو شرائط کا آخری حصہ بہت ناپسند تھا جو یہ تھا کہ مسلمان قریش کے آدمیوں کو واپس کردیں اور قریش مسلمانوں کے آدمیوں کو واپس نہ کریں اس شرط کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوجندل کو جس نے اسلام قبول کرکے آنحضرت صلعم کے پاس پناہ لی تھی واپس کرنا پڑا۔ سفر سے واپس آرہے تھے کہ جو لوگ بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے ان کی خوشخبری کے واسطے سورہ فتح نازل ہوئی اور ارشاد ہوا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا +

اس کے بعد ماہ جمادی الآخر سنہ ہجری مقدس میں خیبر کی مشہور لڑائی ہوئی یہ شہر شام کی طرف مدینہ سے آٹھ منزل پر واقع تھا اور کئی قلعوں سے مستحکم تھا یہاں کے لوگوں کو اپنے قلعوں پر بہت فخر تھا اور بنی غطفان و بنی اسد وغیرہ اُن کے ساتھ جا ملے تھے۔ یہودی جو مدینہ سے نکالے گئے تھے وہ بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ اُن کے جنگ کی تیاریوں کی خبر سنکر آنحضرت صلعم نے خیبر کی طرف کوچ کیا اور ایک مہینہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا حضرت عمرؓ فوج میمنہ کے سردار تھے چھوٹے چھوٹے قلعے فتح ہوگئے اور بنی غطفان اور بنی اسد نے اہل خیبر کا ساتھ چھوڑ دیا حضرت عمرؓ ایک بار ایک یہودی کو پکڑ لائے اور اس سے بہت سا حال وہاں کا دریافت کیا کئی لڑائیاں ہوئیں آخر ایک دن جب حضرت علیؓ لشکر اسلام کے سردار اور علم بردار تھے تو نہایت مضبوط قلعے حسن الوطیح اور حسن السلالم فتح ہوگئے اور یہودیوں نے صلح کرلی +

حدیبیہ پر جو عہدنامہ قریش کے ساتھ ہوا تھا وہ اُس پر قائم نہ رہے اور ظلم و تعدی شروع کردی خبر سنکر آنحضرت صلعم نے لشکر جمع کرنیکا حکم دیا اور اُن کو عہد شکنی کی سزا دینے پر آمادہ ہوگئے

ابوسفیان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے پھر عہد نامہ کی شرائط کو قائم رکھنا چاہا۔ مگر حضرت عمرؓ سخت مخالف تھے اور آنحضرت صلعم نے بھی ابوسفیان کی درخواست کو منظور نہ کیا اور ماہ رمضان سنہ ہجری مقدس میں اپنا لشکر لیکر مکہ کو روانہ ہوئے آنحضرت کے چچا حضرت عباسؓ بھی آپ سے آملے اور دین اسلام قبول کیا مسلمانوں کا لشکر جرار دیکھکر ابوسفیان کے اوسان خطا ہوگئے اور اس نے خود آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کیا حضرت عباسؓ نے اسکی سفارش کرنی منظور کی اور جب وہ اسکو لیکر آنحضرت صلعم کے پاس آئے تو اسکی صورت کو دیکھکر حضرت عمرؓ کو جوش آگیا اور آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی کہ اس کا سر تن سے جدا کر دے۔

مگر چونکہ حضرت عباسؓ نے اسکو پناہ دی تھی اس واسطے آنحضرت صلعم نے نہ چاہا کہ وہ قتل کیا جائے نتیجہ یہ ہوا کہ ابوسفیان اسلام کا اقرار کرکے مکہ کو واپس چلا گیا۔ اور مسلمانوں نے مکہ کو فتح کر لیا آنحضرت صلعم نے کوہ صفا پر دعا مانگی اور شکرانہ نعمت بجا لاکر وہیں بیٹھ گئے حضرت عمرؓ آپکی خدمت میں کھڑے تھے اور قریش میں سے جو لوگ بیعت کرنے آتے تھے ان کو بیعت کرنے لگتے تھے اسطرح پہلے مردوں اور پھر عورتوں نے بیعت کی۔

دیگر مشہور لڑائیوں میں بھی حضرت عمرؓ رسول عربی کے ہمراہ رہے اور خوب ثابت قدمی سے کام لیتے رہے حنین اور طائف اور تبوک کی لڑائیوں میں انھوں نے برابر استقلال سے ساتھ دیا۔

آنحضرت صلعم نے بعض دفعہ حضرت عمرؓ کو دوسرے سرداروں مثلاً ابوعبیدہ بن جراح اور عمرو بن العاص کے ماتحت بھی بھیجا اسامہ بن زید کے بھی وہ ماتحت رہے۔ حضرت عمرؓ سخت طبیعت کے لئے مشہور تھے جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد انکو خلیفہ مقرر کرنے کی نسبت عبدالرحمن بن عوف سے مشورہ لیا تو انہوں نے اس ارادے کو بہت پسند کیا مگر ساتھ ہی حضرت عمرؓ کی درشتی طبیعت کا ذکر کیا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ میری طرف سے نرمی اور حلم دیکھتے ہیں جب وہ خود خلیفہ ہونگے۔ تو ان کی طبیعت میں فرق آجائیگا میں نے اچھی طرح دیکھا ہے کہ جب میں کسی پر غصہ ہوتا تھا

سفارش کرتے تھے اور اگر میں نرمی کرتا تھا تو وہ سختی کرتے تھے۔

حضرت عثمان نے بھی حضرت عمرؓ کے تقرر کو پسند کیا اور کہا کہ حضرت عمرؓ میں جو جوہر پوشیدہ ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں ہم میں کوئی بھی انکا ثانی نہیں ہے۔ طلحہ نے مخالفت کی اور حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ کی زندگی میں ہی ہم لوگ حضرت عمرؓ کی سختی سے تنگ ہیں جب آپ ہی عالم بقا ہو تو ہمارا کیا حال ہوگا اس پر حضرت ابوبکرؓ بہت گھبرائے اور طلحہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کیا تم مجھے ڈراتے ہو میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میرا خالق مجھ سے یہ پوچھیگا کہ تو نے حضرت عمرؓ جیسے سخت آدمی کو کیوں خلیفہ بنایا ہے تو میں کہوں گا کہ لوگوں میں جو سب سے اچھا آدمی مجھکو نظر آیا میں نے اسکو مقرر کر دیا تھا جب حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر چکے تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ پڑھکر سنا دو جب سنا چکے تو حمد الٰہی کی تعریف کی اور کہا الحمد للہ کہ اس طرف سے مجھکو اطمینان ہوا کیونکہ میں تم کو متفکر دیکھتا تھا کہ اگر کوئی شخص میرے جیتے جی خلیفہ مقرر نہ ہوا تو لوگ تذبذب میں پڑینگے سر ولیم میور صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا زمانۂ خلافت تو شمار نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ درحقیقت وہ زمانہ بھی حضرت عمرؓ ہی کی خلافت کا تھا اور وہی بالکل دخیل اور منتظم تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ پر بہت بھروسہ تھا اور ہر امر میں اُن سے مشورہ لیا کرتے تھے اور انکی صلاح کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے سوائے ایک دو معاملات کے جن میں اختلاف ظاہر ہوا

باب دوئم

حضرت عمرؓ کی خلافت اور جنگ عراق

بعد وفات حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ نے منبر پر چڑھکر لوگوں کو یوں مخاطب کیا اہل عرب کی مثال ایک سرکش شتر کی سی ہے جسکو مجبوراً اپنے چلانیوالے کی متابعت کرنی پڑتی ہے اور یہ کام چلانے والے کا خیال رکھے کس طرف وہ شتر جاتا ہے قسم خدائے کعبہ کی اسی طرح میں بھی تم کو ایسے راستہ پر چلاؤنگا جس پر تمکو چلنا چاہیئے۔

پہلا کام بعد خلافت پر متمکن ہوکر حضرت عمرؓ نے یہ کیا کہ خالد کو معزول کیا اور دوسرا کام حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کو پورا کرنا تھا یعنی مثنیٰ کے واسطے نئی فوج بھرتی کرنا۔

ایک نیا علم مسجد کے صحن میں گاڑ دیا گیا کہ عراق کی مہم پر جانے والے سپاہی اسکے گرد جمع ہو جاویں پھر تین دن تک برابر وفاداری کی سوگندیں لی گئیں اور وعدے ہوتے رہے ایرانیوں کے جاہ و جلال کا خوف لوگوں کے دلوں پر کچھ ایسا طاری تھا کہ کسیکو فوج میں بھرتی ہونیکی دلیری نہ ہوئی یہ دیکھکر مثنیٰ نے اپنی فتوحات بے شمار مال غنیمت قیمتی سرداروں اور محبوب قوموں اور عمدہ غلوں کی اُگنے والی زرخیز زمینوں کا ذکر کیا جنکو اُنھوں نے پہلے ویران کیا تھا اس تقریر کو سنکر لوگوں کے غول جمع ہونے لگے اور سب سے پہلے ابو عبیدہ طائف کے رہنے والے آگے بڑھے جب ایکہزار کی جماعت جمع ہو گئی تو انھوں نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ ہم میں کا کوئی ہمارا افسر مقرر کرو حضرت عمرؓ نے انکار کیا اور کہا کہ میں اُس شخص کو مقرر کرونگا جو سب سے پہلے اس کام کے واسطے نکلا ہے پھر ابو عبیدہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تو نے سب سے پہلے اس کام کو کرنا چاہا ہے اس واسطے ان سب کا سردار میں تمکو مقرر کرتا ہوں +

اس وقت ایران میں کئی انقلاب ہو چکے تھے بہت سی کشت و خون کے بعد جو شاہی خاندان کی ایک لڑکی تھی رستم کی مدد سے تخت پر بیٹھ گئی جسکو اُس نے خراسان سے بلایا تھا رستم ایک منجم تھا اور اس نے ستاروں کے حساب سے ایران کی بدبختی دیکھ لی تھی جب اسکو پوچھا گیا کہ تو دیدہ و دانستہ ایک ایسے معاملہ میں کیوں شریک ہوتا ہے جس کا نتیجہ تباہی ہے تو اُس نے کہا کہ جاہ و جلال اور مال و دولت کے لالچ میں میں نے یہ کام کیا ہے بوران نے رستم کو سپہ سالار اور مختار مقرر کیا اور سب امراء اسکے گرد جمع ہو کر ملکان راضی ہوا اور روم کے مقابلہ میں وہ کمربستہ ہوئے اور رستم نے دو دستے فوج کے مدائن سے روانہ کئے ایک زیر کمان جابان تھا اور دوسرا زیر کمان نرسی تھا تمام ملک اطاعت عرب سے منحرف ہو گیا مثنیٰ نے اپنی فوج کو جمع کیا مگر اُسکی تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت قلیل تھی اس لئے اسکو حیرہ کو چھوڑ کر مدینہ کے راستہ پر ابو عبید کا انتظار کرنا پڑا راستہ میں بہت سی قومیں ابو عبید کے ساتھ ہو لیں اور خفان میں ابو عبید نے چند روز قیام کیا پھر جابان پر حملہ کرکے اسکو شکست فاش دی اس کے بعد

فرات کو عبور کر کے کسکر کی طرف بڑھا اور نرسی کو شکست دی اور بہت سا مال و اسباب لوٹا بے شمار کھجوریں اُنکے ہاتھ آئیں جو فوج کا ناشتہ بنیں اور کچھ مدینہ میں بھیجی گئیں ابو عبیدہ نے کھجوروں کے ساتھ حضرت عمر رضہ کو لکھا کہ خدا نے ہم لوگوں کے واسطے یہ خوراک بھیجی ہے جسکو اس سے پہلے صرف شاہان ایران کھایا کرتے تھے ہماری عین آرزو ہے کہ آپ خود ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنی لبوں سے انکا مزہ چکھیں اور خدا کی تعریف کریں جسنے اپنے فضل و کرم سے یہ نعمت عظمیٰ ہمارے کھانے کے واسطے بھیجی ابو عبیدہ نے جالینوس ایک اور سپہ سالار کو بھی شکست دی جو نرسا کی مدد کے واسطے آیا تھا +

جب ایرانیوں کو اس طرح شکست ہوئی تو رستم کو سخت جوش آیا اور اُس نے ایک لشکر کثیر جو تیس ہزار سے کم نہ تھا ایک جنگ جو اور مشہور افسر بہمن کے ماتحت مسلمانوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا دریائے فرات کے کنارے پر لشکر نے ڈیرے ڈالدیئے اور مسلمانوں کی فوج دوسری طرف پڑی ہوئی تھی ابو عبیدہ سے بہت بڑی چوک ہوئی ہر چند اہل لشکر نے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور دریا کے اُس پار جاکر جہاں کوئی ٹھیک موقع نہیں تھا لڑنا چاہا مسلمانوں کی فوج دس ہزار سے کم تھی اور ایرانی فوج کو ہاتھیوں سے بہت مدد پہنچی ایک ان میں سفید ہاتھی بھی تھا جس پر ابو عبیدہ نے تنہا تلوار لیکر حملہ کیا مگر کوئی ضرب کاری نہ لگی اور ہاتھی نے سونڈ سے پکڑ کر پاؤں میں روند ڈالا پھر تو بہت سے مسلمان افسر مارے گئے اور دریا کا پل توڑ دینے سے مسلمان فوج پار نہ جاسکی۔ بہتوں نے دریا میں کود کر اپنی جان دیدی یہ حال دیکھکر مثنیٰ بہت پریشان ہوا مگر حوصلہ کر کے چند آدمی ہمراہ لیکر ایرانیوں اور مسلمان فوج کے درمیان ڈٹ گیا اور کہنے لگا کہ جب تک اسلامی فوج خیر و عافیت سے دریا سے پار نہ اُتر جائیگی ہرگز یہاں سے نہیں ہٹونگا پھر پل کی مرمت کا حکم دیا اور چلایا کہ اپنے آپ کو ضائع مت کرو اطمینان سے اُترو میں تمہاری حفاظت کرونگا اس اثنا میں اُس نے ایک کاری زخم کھایا مگر وہ برابر استقلال سے کھڑا رہا اور مسلمانوں کو پار اُتارتا رہا جب رہی سہی فوج پار گذر گئی تو مثنیٰ نے خود پار آکر پل کو کاٹ دیا اور بہمن کا راستہ بند کردیا

چار ہزار کے قریب دریا میں کود کر مر گئے۔ نئی فوج سے دو ہزار آدمی بھاگ گئے اور صرف
تین ہزار آدمی مثنیٰ کے ساتھ رہ گئے چونکہ ایران میں فساد برپا تھا اس لئے بہمن کو واپس
جانا پڑا۔ اس سے مسلمانوں کو اپنی جمعیت فراہم کرنیکا موقع ملگیا۔ یہ شکست ماہ شعبان ۱۳ سنہ
ہجری مطابق اکتوبر ۶۳۴ء میں وقوع میں آئی۔ جاپان کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا سپہ سالار
یوں مدائن کی طرف بھاگ گیا ہے اس نے یہ سمجھکر کہ اہل عرب فتاح فوج کے سامنے
بھاگ نکلے ہیں ان کا تعاقب کیا مگر مثنیٰ نے اسکو گرفتار کیا اور اسکے ہمراہی بھی گرفتار ہوئے
حضرت عمرؓ نے ان منحوس خبروں کو نہایت تحمل سے سنا اور جو فوج بھاگ کر مدینہ پہنچی تھی اسکو
بہت تسلی دی اور کہا کہ جو دیندار دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے میں
اس کی پشت پناہ ہوں اللہ تعالے ابو عبید پر رحم کرے اگر وہ زندہ بچ جاتا اور کسی ٹیلے
ٹیلہ پر پناہ گزیں ہوتا تو میں ضرور اسکی حمایت کرتا +

اب بڑی سرگرمی سے پھر لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں اور جوق جوق فوج جمع ہونے
لگی تھوڑے ہی عرصے میں ایک فوج کثیر جریر بن عبداللہ کے ماتحت روانہ کی گئی اور مثنیٰ کو اطلاع
دیگئی۔ بویب کے مقام پر ایرانیوں کی ایک لاکھ فوج کے ساتھ مقابلہ ہوا مثنیٰ نے اپنے سپاہیوں
کے دل خوب بڑھائے پہلے مسلمانوں کے پاؤں کچھ اوکھڑے نظر آئے مگر مثنیٰ نے ان کو حوصلہ
دیا پھر وہ ایسا جی کھول کر لڑے کہ ایرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ مگر چونکہ
مسلمانوں نے پل توڑ دیا تھا اسواسطے ایرانیوں کو پھر مجبوراً مقابلہ ہی کرنا پڑا کشت و خوں کا بازار گرم
ہوا۔ اور ایرانی مقتولوں کے انبار لگ گئے۔ ایرانی افسر فوج یعنے مہران بھی میدان جنگ میں ایک
عیسائی نوجوان کے ہاتھ سے مارا گیا +

اس لڑائی میں مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا مثنیٰ کا بھائی مسعود بھی مارا گیا اور ایک عیسائی
سردار عمر بھی قتل ہوا۔ اس لڑائی میں عیسائیوں نے ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیا
بے شمار مال غنیمت اناج اور مال مویشی ان کے ہاتھ آیا۔ اس فتح عظیم کے بعد مثنیٰ چند ماہ تک زندہ رہا

وہ اُس غم سے جانبر نہو سکا جو جنگ خیبر میں اُسکو لگا تھا۔ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ مثنیٰ کی لیاقت اور قابلیت کی پوری داد نہیں دیگئی یہ اُس میں نقص تھا کہ وہ مدینہ کے اعلیٰ خاندان میں سے نہیں تھا جریر نے جو بنی جدیلہ کا سرگروہ تھا عراق میں اُسکے ماتحت کام کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ مثنیٰ محض ایک بدو نسر والا ہے اور اصحاب رسول میں سے نہیں ہے ؂

پھر سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ سپہ سالاری میں وہ صرف خالد سے کم تھا اگرچہ خالد کی سی چستی اور تیزی اُسمیں نہ تھی الا فنون جنگ اور زور آور ترتیب سپاہیانہ میں اُس سے کم نہ تھا خالد کی طرح وہ بلا امتیاز ظلم روا نہیں رکھتا تھا اور نہ اس کیطرح ذاتی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے فتح سے کام لیتا تھا یہ صرف مثنیٰ کے استقلال اور تحمل کا نتیجہ تھا کہ جنگ خیبر میں مسلمانوں کی فوج کچھ باقی رہگئی عیسائیوں سے مدد لینا اور اپنے کام میں اُنکو شریک کرنا اُسی کا کام تھا خواہ اُسکے ساتھ کچھ ہی سلوک ہوا اُسکی جان نثاری اور وفاداری میں جو حضرت عمرؓ کے ساتھ اُسکو تھی کچھ فرق نہیں آیا ؂

باب سوم

جنگ شام فتح دمشق

ہجری سنہ ۱۴ مطابق سنہ ۶۳۵ء

سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے افواج شام کا ایک نیا سپہ سالار مقرر کیا اور غزہ کی فتح کے بعد خالد نے حضرت عمرؓ کے فرمان کے مطابق اپنے عہدے کا چارج ابو عبیدہ کو دیدیا اور حضرت عمرؓ کے اس سلوک سے وہ کچھ بھی ملول خاطر نہیں ہوا بلکہ اُسی طرح ساعی و سرگرم رہا ابو عبیدہ بہت نرم مزاج اور فن جنگ سے بے بہرہ تھا اسواسطے وہ ہمیشہ خالد کی صلاح کے مطابق عمل کرتا تھا ؂

مسلمانوں نے یرموک کے مقام پر ایک زبردست دستہ فوج چھوڑ کر دمشق کا رخ کیا راستہ میں معلوم ہوا کہ فلسطین میں یونانیوں کی شکست یافتہ فوج پھر جمع ہوگئی ہے جس سے مسلمانوں کی فوج عقب کو اندیشہ تھا وقت بہت نازک تھا اس لئے ابو عبیدہ نے خلیفہ سے اس معاملے میں احکام طلب کئے

حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ دمشق پر خوب حملہ کرو +

دمشق شام میں ایک بہت پرانا شہر تھا اور قیصر نے ایک فوج عظیم سے اُسکو مضبوط کر رکھا تھا اگر مسلمان صرف دشمن کی فوجوں کو جہاں کہیں وہ ملیں روکتے رہے اور آپ محاصرہ دمشق میں لگے رہے دمشق میں اُنھوں نے یونانیوں کی ایک فوج کثیر کو شکست دی جو قلعہ بند ہوئے اور مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا شہر اسقدر مضبوط تھا کہ مسلمانوں نے شہر پناہ کے توڑنے کے واسطے ہزار جتن کئے مگر کچھ پیش نہ گئی مغرب کی طرف ابو عبیدہ تھے اور مشرق کیطرف خالد اور صبح شام لڑائیاں ہوتی رہیں +

شہر دمشق سطح بحر سے دو ہزار فیٹ بلند واقع ہے اہل شہر کو اطمینان تھا کہ سردی سے مسلمان لوگ خود بھاگ جائیں گے مگر مہینوں گذر گئے اور وہ برابر فصیل شہر کے گرد پڑے رہے بجائے اس کے کہ مسلمان پیچھے ہٹتے اونھوں نے اور بھی زور سے حملہ کیا اور اہل دمشق کی تمام اُمیدوں کو ملیامیٹ کر دیا +

ایک دن لشکر شہر عیش و عشرت میں مشغول تھا - وہاں کے حاکم نے اہل قلعہ کو ضیافت دی تھی - خالد نے یہ موقع تاڑ کر ابو عبیدہ کو اطلاع دی اور یکایک حملہ کر کے خندق تیر گیا اور کمندیں ڈال کر مسلمانوں کو شہر میں پہونچا دیا پھر تو اللہ اکبر کے نعرے بلند ہونے لگے اگر یونانی اس وقت ابو عبیدہ سے صلح نہ کرتے تو قتل عام ہو جاتا آخر کار ۱۴ سنہ ہجری کے موسم گرما میں شہر فتح ہو گیا اور بہت سا مال و اسباب اور غلہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا +

موسم گرما اچھی طرح آگیا تھا اور ابھی مسلمان دمشق میں ڈیرے ڈالے پڑے تھے وہ حمص میں ہرقل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر حضرت عمرؓ نے اُن کو آگے بڑھنے سے روکا کیونکہ عقب میں دشمن کی فوج تھی اس لیئے یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کر کے ابو عبیدہ باقی ماندہ فوج لیکر فوراً فحل کیطرف بڑھا صوبہ جارڈن زیر کمان شرجیل تھا اسواسطے خاص انتظام لڑائی کا اس کے ہاتھ میں تھا - خالد فوج ہراول کا افسر تھا اور خود ابو عبیدہ اور عمرو ونگ افسر تھے - نامور ضرار دستہ

رسالہ تھا اور آیا وہ پلٹن کا کمان افسر تھا ✣

یونانی لوگ مسلمانوں کو غافل پاکر دبانا چاہتے تھے مگر ان کو معلوم نہیں تھا کہ شرجیل ہر وقت ہوشیار اور خبردار رہتا ہے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی اور یونانی دن بھر برابر جمے رہے مگر آخر کار اُن کا افسر مارا گیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اس لڑائی میں مسلمانوں کا نقصان بہت کم ہوا اور مال بیشمار مال غنیمت اُن کے ہاتھ آیا جس سے اور ملک فتح کرنیکا شوق انکے دل میں پیدا ہوا ✣

اب کوئی دشمن نظر نہیں آتا تھا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ خالد کی فوج واپس عراق کو بھیجی جائے چنانچہ وہ فوج ہاشم بن عتبہ کی زیر کمان بھیجی گئی ابو عبیدہ معہ خالد اور دیگر سرداران ناموں کے واپس دمشق ہوئے اور شرجیل اور عمرو انتظام جاڑوں کے واسطے پیچھے رہے ✣

باب چہارم

یزدجرد اور جنگ قادسیہ

امراء ایران رستم اور اپنی ملکہ کے ہاتھ سے نالاں تھے وہ کہتے تھے کہ ان دو شخصوں نے سلطنت کو برباد کر دیا لیڈیوں میں جمع ہو کر تجویز کی کہ شاہی خاندان کے کسی پس ماندہ کو تخت پر بٹھلایا جاوے آخر کار یزدجرد تخت ایران پر جلوس فرما ہوا۔ اور اُمرا اُس شیر یا وہ یعنی سعد بن مالک سے بڑھکر اور کون افسر ہونے کے لائق ہے سعد کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی اور چھوٹی عمر میں ہی اُس نے مکہ میں اسلام قبول کیا تھا حضرت عمرؓ نے سعد کو نصیحت کی کہ خداوند کریم حسب و نسب کو نہیں دیکھتا بلکہ نیک اعمال اور لیاقت کو دیکھتا ہے کیونکہ اسکی نظر میں سب بنی نوع انسان برابر ہیں اور چار ہزار فوج لیکر جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے عراق کی طرف روانہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مشہور اور نامور آدمی ایسا باقی نہیں رہا تھا جسکو حضرت عمرؓ نے اس جنگ میں نہیں بھیجا۔ جنگ جو۔ شاعر۔ فصیح کلام والا۔ سردار اور صاحب اسپ و فرزند سب روانہ

کر دیئے گئے اس وقت سعد کے ماتحت بیس ہزار آدمیوں کی جماعت تھی اور جب فوج شام سے واپس آگئی تو تعداد تیس ہزار ہوگئی۔ سعد کے پہونچنے سے پہلے مثنیٰ راہی عالم بقا ہو چکا تھا اس کا بھائی معنی سعد کے پاس آیا اور مثنیٰ کا یہ پیغام اسکو دیا حدّ و صحرا پر دشمن کا مقابلہ کرو تم کو فتح نصیب ہوگی اور اگر خرابی کی کوئی صورت نظر آئی تو جنگل بیابان تمہارے پیچھے ہے تم اس سے اچھی طرح واقف ہو ایرانیوں میں یہ طاقت نہیں کہ وہاں گھس سکیں اس جگہہ سے تم پھر حملہ کر سکتے ہو۔ سعد نے فوج کا از سر نو انتظام کیا دس دس آدمی کی ایک کمپنی بنائی گئی اور ایک ایک چیدہ افسر مقرر کیا گیا نامور بہادر علم بردار تھے فرقوں اور قوموں کے دستے اور پلٹنیں تھیں اسی ترتیب سے انھوں نے کوچ اور میدان جنگ میں قدم رکھا کارزار کے متعلق کئی محکمے مختلف کاموں کے واسطے تھے۔ ذمہ داری کا کام تجربہ کار بہادروں کے سپرد تھا جنہوں نے رسولِ خدا کے علم کے نیچے تجربہ حاصل کیا ہوا تھا اس فوج میں قریباً چودہ سو اصحاب تھے اور ننانوے وہ بہادر تھے جنھوں نے جنگ بدر میں بہادری کی داد دی تھی سعد عورتوں اور بچوں کو ایک دستہ رسالہ کی حفاظت میں رکھکر قادسیہ کی طرف بڑھا۔

رستم حسب عادت انتظار کرنا چاہتا تھا مگر بادشاہ بالکل بیقرار تھا مسلمانوں نے امرا کے قلعوں پر حملے کئے اور ان کے عشرتکدوں کو ویران کر دیا حیرہ تک قریب حملہ آور ایک دلہن کو جو کسی امیر کی لڑکی تھی مع اسکی لونڈی کنیزکوں کے گرفتار کر کے لے گئے چراگاہوں سے گلے کے گلے فوج میں شامل کئے گئے۔ لوگوں نے شور مچایا اور مالکانِ اراضی نے آخرکار مطلع کر دیا کہ اگر دیر ہوگی تو وہ دشمن کی اطاعت قبول کر لیں گے یہ حال دیکھکر یزدجرد نے رستم کی ایک نہ سنی اور کہا کہ ذرا آگے بڑھو۔

اس اثنا میں سعد نے خلیفہ کے ساتھ برابر خط و کتابت جاری رکھی حضرت عمرؓ نے کل کیفیت ملک کی دریافت کی اور سعد نے مفصل حال عرض کیا جب خلیفہ کو اطمینان ہوا تو آپ نے نصیحت کی خبردار رہنا اور صبر سے کام لینا پہلے یزدجرد کو یہ کہنا کہ دین اسلام قبول کرے ورنہ اپنی سلطنت

کھو بیٹھیگا اس فرمان کو پورا کرنے کے واسطے بیس آدمی جو بہادر جنگجو تھے یزدجرد کے پاس گئے اور اسکو کہا کہ دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دو ورنہ سلطنت سے ہاتھ دھو بیٹھو بادشاہ نے اس کا جواب بہت حقارت آمیز الفاظ میں دیا اور کہا کہ تمہاری کچھ حقیقت نہیں ہے تم ایک ویران ملک کے بھوکے لیٹرے ہو آؤ میں تمکو ایک لقمہ دونگا اور تم سیر ہو کر اطمینان سے چلے جاؤ گے اُن بہادروں نے کہا تو سچ کہتا ہے ہم غریب اور بھوکے ہیں لیکن خدا ہمکو دولت سے بہرا اور مطمئن کریگا تیرا ارادہ لڑائی کرنیکا ہے پس تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردیگی اس پر بادشاہ بہت طیش میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر تم لوگ قاصد نہ ہوتے تو میں تم سب کو تہ تیغ کر دیتا اور ہمراؤ ایک مٹی کا ڈھیلا اور اسکو اٹھا لیجاؤ مسلمانوں نے اسکو فال نیک سمجھا اور عاصم اُٹھا کرلے آیا کیونکہ اس سے گویا مراد یہ تھی کہ سرزمین ایران مسلمانوں کو ملیگی ✣

رستم اب انتظار نہیں کرسکتا تھا وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج جرار لیکر روانہ ہوا اور چار ماہ کے بعد نجف سے گذر کر اسلامی لشکر کے سامنے آموجود ہوا اور دریا کے دوسرے کنارے پر ڈیرے ڈالدیے ایک دفعہ طلیحہ اکیلا رات کے وقت دشمن کے لشکر میں جا پہونچا اور ایک خیمے کی رسی توڑ کر تین گھوڑے لیگیا دشمنوں نے اس کا تعاقب کیا مگر اُس نے سب کو یکے بعد دیگرے قتل کیا اور سب سے آخیر جو آیا تھا اسکو طلیحہ گرفتار کرکے لے آیا یہاں آکر اس نے دین اسلام قبول کیا اور پھر ہمیشہ طلیحہ کے ہمراہ وفاداری سے دشمنوں کے ساتھ لڑتا رہا ✣

مسلمانوں کے لشکر میں ہر دستہ کے شروع میں سورہ جہاد پڑہی جاتی تھی جسکو سنکر لوگوں کے دل شاداش ہوگئے اور ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں پہلی تکبیر پر مسلمان سردار تمام فوج کو آواز دیتا تھا اور دوسری اور تیسری تکبیر پر وہ مسلح ہو کر اپنے گھوڑوں کو لڑائی کے واسطے تیار کر لیتے تھے۔ غالب جو بنی اسد میں سے تھا شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ہرمز کے ساتھ اُس کی مٹھ بھیڑ ہوئی جسکو وہ گرفتار کرکے سعد کے پاس لے گیا۔ عاصم جو بنی تیم کا سردار تھا اسی طرح شعر پڑھتا ہوا دشمن کی فوج میں جا پہونچا اور وہاں سے ایک خچر چلانیوالے کو خچر سمیت لیگیا۔ اس خچر پر شاہ ایران کا نہایت عمدہ سامان خوراک تھا

ابو محجن کی کہانی نہایت عجیب ہے وہ قلعہ میں بہ تحویل سلیمہ قید تھا اُسکو لڑائی میں شامل ہونے کے واسطے اسقدر جوش آیا کہ اُس نے سلیمہ سے درخواست کی کہ مجھکو چھوڑ دو میں پھر یہاں ہی آجاؤں گا سلیمہ نے اُسکو چھوڑ دیا اور اپنے خاوند کے سفید گھوڑے پر سوار کیا ابو محجن نے ہلچل ڈالدی اور دشمن کی فوج میں کبھی ادھر جاتا تھا اور کبھی اُدھر۔ آخر اپنی بہادری اور مروانگی دکھا کر حسب وعدہ واپس آیا اور بیڑیاں پہن لیں +

ہاتھیوں نے مسلمانوں کی فوج کو پراگندہ کر دیا۔ اہل عرب کے گھوڑے انکی صورت کو دیکھکر ڈر گئے اور دہشت زدہ ہو کر بھاگے پھر ہاتھیوں نے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر کے چاروں طرف اندھا دھند مچا دی یہ حال دیکھکر عاصم نے بنی تمیم میں سے اچھے اچھے تیر انداز منتخب کئے جنہوں نے نزدیک ہو کر سواروں کو ایک ایک کر کے گرا دیا اور تسمے کھول دئیے ہودے گر پڑے اور ہاتھی بے سوار بھاگ نکلے اس سے مسلمان پھر اپنی جگہہ پر قائم ہو گئے لیکن چونکہ اندھیرا ہوتا جاتا تھا اس واسطے دونوں فوجیں رات کو آرام کرنے کے واسطے واپس آئیں +

مسلمانوں کے لشکر میں مایوسی چھائی ہوئی تھی سعد نشانہ طعن وملامت بنا ہوا تھا اور سلیمہ کہتی تھی افسوس ایک ساعت کے واسطے مثنیٰ یہاں ہوتا افسوس آج مثنیٰ یہاں نہیں ہے سعد کو سلیمہ کا کلام بہت بُرا معلوم ہوا اور اُس نے غصہ میں آکر سلیمہ کے چہرے پر ایک تھپڑ مارا۔ پھر کہا مثنیٰ کون ہے کیا وہ ان کا مقابلہ کر سکتا ہے +

صبح کے وقت مجروحوں اور مقتولوں کا انتظام ہوتا رہا اور جس وقت پھر لڑائی شروع ہوئی اُس وقت دن اچھی طرح چڑھا ہوا تھا۔ عین اسوقت پہلا دستہ فوج شام کا زیر کمان قعقاع نظر آیا جو فوراً ہاشم کو ایک ہزار فوج کے ساتھ چھوڑ کر آگے بڑھا۔ اللہ اکبر کے نعروں سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ اپنی گذشتہ مصیبت کو بھول گئے۔ ایرانیوں کی بھی بہت بُری حالت ہوتی تھی ان کے بہادر یکے بعد دیگرے قعقاع اور اس کے ہمراہیوں سے قتل ہوئے تھے اور اُسدن اُن کے پاس کوئی ہاتھی نہیں تھا سخت لڑائی اور بہت خونریزی ہوئی دو ہزار مسلمان

اور دس ہزار ایرانی میدان جنگ میں مردہ اور مجروح پائے گئے +

تیسرے دن صبح کے وقت پھر فوج نے اپنے مردہ ساتھیوں کو میدان کارزار سے نکالا۔ ایک میل تک مردہ اور مجروحوں کا کھیت تھا۔ مجروح عورتوں کے حوالہ کئے گئے کہ انکی مرہم پٹی کریں اور مُردہ لوگ عذیب کے عقب میں ایک وادی میں دفن کئے گئے جو لوگ بیمار تھے وہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے لٹا دئے گئے۔ سعد کو ایک ایرانی پناہ گزیں سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھی کی آنکھیں نکال دیجاویں اور سونڈ کاٹ دیا جاوے تو وہ فوراً مغلوب ہو جاتا ہے قعقاع اپنے بھائی عاصم اور دیگر ہمراہیوں کو لیکر نکلا دشمن کے پاس دو بڑے ہاتھی تھے قعقاع وغیرہ اپنے گھوڑوں سے اترے اور بڑے سفید ہاتھی کی آنکھ میں قعقاع نے اپنا نیزہ مارا جس اُس حیوان نے اپنا سر ہلایا مہاوت کو گرا دیا اور اپنے سونڈ سے قعقاع کو دور پھینکدیا دوسرے ہاتھی کی اس سے بھی ابتر حالت ہوئی اور وہ سب کے سب دریا میں کود پڑے اور غائب ہو گئے

تیسری رات طرفین میں بے چینی تھی سعد نے نماز پڑھی کیونکہ تمام رات اُسکو کوئی خبر ٹھیک ٹھیک نہیں ملی تھی مسلمان پھر تیزی اور ہوشیاری سے حملہ کرنے کے واسطے نکلے ایرانی میمنہ اور میسرہ میں ہل چل پڑ گئی۔ رستم گرتا پڑتا کنارے کی طرف گیا اور دریا میں کود پڑا لیکن ایک سپاہی نے اسکو پہچان لیا۔ اور باہر لاکر قتل کر ڈالا۔ ایرانی لوگ اپنے افسر کے قتل ہونے کے بعد بھاگے اور قتل کئے گئے مگر فرزان اور ہرمزان جان بچاکر بھاگ گئے جالینوس نے ہرچند اپنے آدمیوں کو حوصلہ دینا چاہا مگر بے فائدہ تھا وہ خود بھی تہ تیغ ہوا اور اسکا جواہرات اوتار لیا گیا +

مسلمانوں کا نقصان اس لڑائی میں بہت زیادہ ہوا تھا ڈھائی ہزار آدمی پہلے کام آئے تھے اور چند ہزار جوان معرکۂ آخری میں مارا گیا جب لڑائی ختم ہوئی تو عورتیں اور بچے پانی کے گھڑے اور ڈالی لیکر میدان میں پھیل گئے جو مسلمان گرا پڑا سسکتا تھا وہ اُسکو آہستگی سے اُٹھاتے تھے اور اسکی لبوں کو پانی سے تر کرتے تھے +

جتنا نقصان زیادہ ہوا اُتنا ہی زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا ہر ایک سپاہی کو چھ ہزار درہم ملا۔ بہادروں کو اسکے علاوہ انعام علیحدہ ملا جو زیور زہرا نے جالینوس کے تن سے اُتارا تھا وہ اسقدر قیمتی تھا کہ سعد کو اتنا بڑا انعام ایک آدمی کو دینے میں شک پیدا ہوا اس لئے اُس نے حضرت عمرؓ سے مشورت طلب کی خلیفہ نے جواب میں ملامت کی اور کہا کہ کیا تجھے زہرا جیسے آدمی کو مال غنیمت دیتے ہوئے رشک آتا ہے جبکہ اُس نے اتنی بڑی خدمت کی ہے اور ابھی آئیندہ مہم درپیش ہے۔

اس کے بعد بہت سے عیسائی سعد کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم سے پہلے جن فرقوں نے اسلام قبول کیا اُنہوں نے بہت عقلمندی کی اب چونکہ رستم قتل ہو گیا ہے ہم بھی ایمان لانے کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت عمرؓ کو بہت انتظار تھا وہ علی الصباح اس امید میں باہر شہر کے جاتے تھے کہ کہیں لڑائی کا حال معلوم ہو آخر ایک ایلچی نے آکر خوشخبری دی اور آپ نے صرف یہ فرمایا میرے بھائی بہت اچھا ہوا

باب پنجم ۵

فتح مدائن

دو مہینہ تک آرام کر کے سعد نے شفا حاصل کی اور ایرانیوں کے مقابلہ کے واسطے تیاری کی ایک دو کوچ کے بعد حیرہ میں پہنچا۔ اور ۱۴ھ ہجری یعنی جنوری ۶۳۶ء میں اسپر قبضہ کر لیا۔

سعد نے ایرانیوں کو مدائن کیطرف نکال کر سواد پر قبضہ کر لیا۔ ملکہ بوران خود میدان جنگ میں آئی مگر شکست کھائی اور اسکا بہادر سپہ سالار ہاشم کے ہاتھ سے قتل ہوا جب یہ خبر سعد کو پہنچی تو اس نے خوش ہو کر ہاشم کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہاشم نے سعد کے پاؤں چومے۔

اس کے بعد سعد آگے بڑھا اور ۱۵ھ ہجری مطابق ۶۳۶ء کے موسم گرما میں مغربی نواح مدائن کا محاصرہ کیا ایرانیوں نے اس موقع پر شجاعت کی خوب داد دی مگر مسلمانوں نے دو دریاؤں کے درمیانی ملک کو تباہ کر دیا اور بیشمار قیدی گرفتار کر کے لائے۔ جو حضرت عمر رضہ کے حکم سے اپنے گھروں کو واپس کر دئے گئے۔

محاصرہ سے تنگ آکر بادشاہ نے صلح کا پیغام بھیجا مگر شرائط صلح کو مسلمانوں نے منظور نہ کیا اسواسطے ذوالحج سنہ ۱۵ ہجری مطابق جنوری سنہ ۶۳۶ء میں ایرانیوں کو غربی نوم کو چھوڑنے کے سواے اور کوئی تدبیر نہ بن آئی ❖

جب یزدجرد نے دیکھا کہ مسلمان مداین کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں تو اُس نے اپنا اہل وعیال معہ کسی قدر خزانہ کے حلوان بھیجدیا اور آپ مہران کو افسر مقرر کرکے خود بھی اُسی طرف بھاگنے کا قصد کیا جب سعد کو یہہ خبر پہنچی اُس نے فوراً اپنی فوج کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھو ہم لوگ دشمن کے قابو میں ہیں بیچ میں دریا حائل ہے اور دشمن کی جگہہ ایسی مضبوط ہے کہ وہ ہم پر بغیر ہمارے علم کے حملہ کرسکتا ہے اللہ کا نام لو اور دریا میں کود پڑو۔ یہہ سنکر مسلمانوں نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے اور بغیر کسی نقصان کے جھٹ پار پہنچ گئے اور ایرانی مارے خوف کے اپنا اہل وعیال چھوڑکر بھاگ گئے جو باقی رہگئے تھے اُنہوں نے اطاعت قبول کی۔ صفر سنہ ۱۶ ہجری مطابق مارچ سنہ ۶۳۷ء میں مدائن فتح ہوگیا ❖

فتح مدائن سے جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا وہ بے شمار تھا۔ لاکھوں روپیہ کا سونا چاندی اور قیمتی جواہرات فاتحوں نے لوٹا۔ ایک اونٹ چاندی کا تھا۔ اور اس کا سوار سونے کا بنا ہوا تھا۔ ایک گھوڑا سونیکا تھا جس کے دانت زمرد کے تھے گردن میں لعل و یاقوت جڑے ہوئے تھے اور بھاکریں سونے کی تھیں الغرض اسقدر مال غنیمت تھا کہ ساٹھ ہزار سواروں میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار درہم حصہ میں آئے نامور بہادروں کو جو خاص انعام دیا جاتا تھا وہ اس سے علیحدہ تھا۔ ایک شاہی دری تھی جسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے تقسیم کیا گیا ایک ٹکڑا جو حضرت علیؓ کے حصہ میں آیا اُس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی ❖

سعد نے مدائن کو اپنا پایہ تختگاہ بنایا اور محل اور مکانات لشکر اسلام میں تقسیم ہوئے۔ شاہی محل سعد نے خود اپنے واسطے رکھا اور اُس کے بڑے کمرے کو عبادت الٰہی کے واسطے علیحدہ

رکھا۔ سب سے پہلے عراق میں نماز جمعہ اسی جگہہ پڑہی گئی +

حضرت عمرؓ کو اب بالکل اطمینان ہو گیا اور انہوں نے فوج کو آگے جانے کی اجازت نہ دی اس لئے سعد نے سنہ ۱۶ ہجری کا موسم گرما آرام سے مدائن میں گذارا۔ مگر موسم خزاں میں ایرانی لوگ پھر بارادہ جنگ یزدجرد کے گرد جمع ہوئے اور حلوان کے مقام پر ایک فوج تیار ہو گئی اور وہاں سے مہران کچھ فوج لیکر جلولا کی طرف بڑہا۔ جب خلیفہ کو اس حال سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے اجازت دی کہ مسلمان مقابلہ کے واسطے تیار ہو جاویں پس سعد نے ہاشم اور قعقاع کو بسرداری بارہ ہزار آدمی ایرانیوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا بہت سی فوج مدائن سے روانہ کی گئی اور اسی دن تک محاصرہ رہا ایک دفعہ ایرانیوں نے نکل کر حملہ کیا مگر اندہیرے میں راستہ بھول گئے اور قعقاع نے ان کا تعاقب کر کے شہر کے ایک دروازے پر قبضہ کر لیا۔ کھیتوں اور سڑکوں پر ایک لاکھ مُردہ لاشیں پائی گئیں۔ اور رہی سہی فوج لیکر یزدجرد نے رے کا رخ کیا پھر قعقاع حلوان کی طرف بڑھا اور ایرانی فوج کو شکست دیکر اس جگہہ پر تسلط کر لیا +

جلولا سے بھی بہت مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا جس میں ایرانی نسل کے گھوڑے بھی تھے۔ بہت سی عورتیں شاہی اور امیر خاندان کی فاتحوں کے ہاتھ آئیں اور کچھ تو اوسی وقت بہادروں میں تقسیم کیگئیں اور کچھ سپاہ مقیمہ مدائن کے حوالہ ہوئیں۔ علاوہ گھوڑوں کے مال غنیمت کی قیمت تین کروڑ درہم ہوئے +

باب ششم ٦

شمالی شام میں لڑائی۔ اور فتح فلسطین

سنہ ۱۴ ہجری کے اخیر میں ابو عبیدہ عمرو کو فلسطین میں اور یزید کو دمشق میں چھوڑ کر بقیہ فوج لیکر حمص کی طرف بڑھا۔ ذوالکلاع اوسکے ہمراہ تھا راستہ میں یونانی فوج سے

وہ کہا اگر یہ بات اسکو بری معلوم ہوئی اور اسنے اپنے دشمن سے انتقام لینے کیواسطے

تھیوڈور اور شینس کے ماتحت انکو مزاحمت کی مگر شکست کھائی ٭

اس کے بعد مسلمانوں نے انطاکیہ کا محاصرہ کیا اور شمالی ممالک شام کو فتح کیا اور ہرقل قسطنطنیہ کو بھاگ گیا ٭

ہم یہاں پر جبلہ کی کہانی لکھتے ہیں جو خاندان غسان میں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ... اسلام قبول کرنے کے واسطے اجازت مانگی جس نے اسکو یروشلیم ... کہا جب ہرقل قسطنطنیہ کو بھاگ گیا تو جبلہ نے ابوعبیدہ کے پاس دین اسلام قبول کیا پھر مدینہ میں آیا اور خلیفہ وقت کے ہمراہ حج کے واسطے مکہ گیا وہاں چلتے چلتے ایک اعرابی نے اسکی پوشاک پر پاؤں دھر دیا جس سے جبلہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ غصہ میں آکر جبلہ نے اس اعرابی کے ایک تھپڑ مارا۔ الخلیفہ نے اُسے اپنے سامنے طلب کیا اور کہا کہ قانون انتقام کی پابندی لازمی ہے۔ اعرابی کو تب تسلی ہوگی جبکہ وہ ایک ایسا ہی تھپڑ تجھے لگا دیگا۔ اسپر جبلہ نے کہا کہ میں غسان کا بادشاہ ہوں اور وہ ایک صحرانشیں بدو ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا بیشک یہ بات ٹھیک ہے مگر اسلام میں سب بنی نوع انسان برابر ہیں ٭

فتح فلسطین کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ عمروؓ نے یونانی فوج پر کیا اور اجنادین کے مقام پر ایک جنگ عظیم ہوا۔ گزا سبشیانیلوس لڈا بیت جبرین اور جاپا کے بعد دیگرے فتح ہوئے۔ عمروؓ نے پہلے یروشلیم کا رخ کیا جب وہ وہاں پہونچا ارطیون اپنی فوج لیکر مصر میں چلا گیا حضرت عمرؓ نے خود شام کی طرف جانیکا ارادہ کیا اور براہ راست جابیہ کی طرف رخ کیا۔ شمالی جانب سے ابوعبیدہ یزید اور خالد شان وشکوہ سے آپکے استقبال کے واسطے آئے حضرت عمرؓ نے دیگر افسران فوج کو اپنی اپنی جگہ پر بھیجدیا اور عمرو اور شرجیل کو ساتھ لیکر مغرب کی طرف کوچ کیا پھر جاردن کو عبور کرکے یروشلیم کا رخ کیا۔ ...... یروشلیم میں پہنچکر خلیفہ وقت وہاں کے حاکم اور اہل شہر سے نہایت مہربانی اور اخلاص سے پیش

آئے۔ آپ نے اُن کو وہی حقوق عطا ئے جو اوروں کو دیئے تھے۔ باشندگان شہر پر خفیف جزیہ لگایا اور ان کو اپنی عبادتگاہوں میں پرستش کرنے کی اجازت دی۔

حضرت عمرؓ فلسطین میں بہت مدت تک نہیں ٹھہرے جس مطلب کے واسطے وہ آئے تھے اُسکو انھوں نے پورا کیا اور فلسطین کو دو صوبوں یعنے یروشلیم اور رامحہ میں تقسیم کرکے مدینہ کو واپس آئے۔

مسلمان فتاح شام میں بہت نہیں پھیلے۔ نہ اُنھوں نے کوئی ایسے شہر اور چھاونیاں آباد کیں جیسے کہ بصرہ اور کوفہ۔ وہاں کی آب و ہوا اُن کی طبایع کے مطابق نہیں تھی زیادہ تر وہ دمشق اور حمص میں آباد ہوئے۔

باب ہفتم

شمالی شام میں بغاوت

حضرت عمرؓ کی خلافت کی چھٹے سال باشندگان شمالی شام نے مسلمانوں کی اطاعت سے منحرف ہونے کے واسطے خوب کوشش کی عیسائیوں نے اپنے شہنشاہ کی خدمت میں درخواست کی کہ انکو مخالفین کے پنجہ سے رہائی دیجاوے اور شہنشاہ نے اُن کو مدد دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ایک مہم بندر اسکندریہ سے انطاکیہ پر بھیجی گئی اور بدو لوگ جوق جوق حمص میں جمع ہوئے۔ اسپر حضرت عمرؓ نے سعد کو ایک زبردست دستہ فوج زیر کمان قعقاع فوراً حمص میں امداد کے واسطے روانہ کرنے کا حکم دیا اور خود دوسری دفعہ مدینہ کو چھوڑکر جابیہ کی طرف روانہ ہوئے جابیہ میں پہونچکر اُن کو معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج پراگندہ ہوگئی حضرت عمرؓ کو اس خبر کے سُننے سے نہایت خوشی ہوئی اور جابیہ سے ہی واپس مدینہ ہوئے اس کے بعد ایشاکوچک میں مہم درپیش ہوئی جسمیں عیاض نے خوب شجاعت دکھائی

اور بہت سے بدوؤں نے دین اسلام قبول کیا +

ہجری ۱۹ یعنی حضرت عمر کی خلافت کے پانچویں سال قیسریہ فتح ہوا۔ عمرو نے مدت تک قیصریہ کا محاصرہ کیا لیکن چونکہ فصیلیں بہت مضبوط تھیں اسلئے کچھ پیش نہ گئی اگرچہ یزید نے اپنے بھائی معاویہ کو فوج امدادی دیکر دمشق سے روانہ کیا اور محاصرہ کئی سال تک رہا۔ آخر ایک یہودی کی مدد سے شہر فتح ہوگیا اور چار ہزار قیدی مرد اور عورت مدینہ بھیجکر غلام بنائے گئے خالد ایاض کی مہم سے مالا مال ہوکر واپس آیا۔ عراق سے اس کے پرانے دوست اس کے گرد جمع ہوئے اور اس نے اُن کو انعام واکرام عطا کیا پھر آیندہ میں اس نے شراب میں غسل کیا اور جب وہ واپس آیا تو شراب کی بدبو اہی تک اُس کے جسم سے آتی تھی حضرت ان باتوں سے خالد پر سخت ناراض ہوئے ابوعبیدہ کے پاس آدمی بھیجا کہ اسکو عہدے سے علیحدہ کرو۔ مگر چونکہ اُن کو معلوم تھا کہ ابوعبیدہ ایک بہت نرم دل آدمی ہے اس واسطے انھوں نے خالد کو مدینہ میں بلوا بھیجا۔ مدینہ میں پہنچکر اُس نے خلیفہ کو مخاطب کرکے کہا کہ قسم کہا کے کہتا ہوں کہ آپنے ایک وفادار غلام کیساتھ بہت بُری طرح سلوک کیا ہے میں نے اڑے وقت میں آپکا ساتھ دیا تھا۔ حضرت نے صرف یہ جواب دیا کہ اتنا روپیہ تم نے کہاں سے حاصل کیا آخر تنگ کر خالد نے کہا کہ ساٹھ ہزار درہم میں نے حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں کمایا اس سے جو زاید ہے وہ آپکی خلافت کے زمانہ کا ہے جب اُس کے مال واسباب کی قیمت ٹھہرائی گئی تو وہ اسی ہزار درہم نکلے پس حضرت عمرؓ نے بیس ہزار ضبط کرلئے لیکن اُس کی عزت اور لحاظ برابر کرتے رہے خالد حمص کو واپس آیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد یعنے خلافت کے آٹھویں سال مرگیا۔ دنیاوی جاہ وجلال کا ہیچ ہونا ان الفاظ سے ثابت ہوسکتا ہے جو خالد نے مرتے وقت اپنے موہنہ سے نکالے جب وہ سخت بیمار تھا تو وہ لوگوں کو اپنے جسم کے زخموں کے نشان دکھاتا جو مختلف لڑائیوں میں لگے تھے پھر کہنے لگا میں ایک بزدل کی موت مرتا ہوں یا یوں کہو کہ میری حالت اس وقت ایسی ہی ہے جیسی کسا ونٹ کی مرنے کے وقت ہوتی ہے +

باب ہشتم

قحط اور وباء

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پانچویں سال قحط نے ملک کا ستیاناس کر دیا سبزی اور روئیدگی کا نام ونشان نہ رہا۔ جنگلی جانور جو انسان کی صورت سے کوسوں بھاگتے تھے بھوک سے بیتاب ہو کر خود بخود انسانوں کے پاس پناہ ڈھونڈھتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنا آرام حرام کر لیا اور لوگوں کو قحط سے بچانے کے واسطے ہر وقت متردد رہتے تھے۔ بیت المال میں جسقدر روپیہ تھا وہ سب مساکین کو تقسیم کر کے دیدیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص غلہ بند کر کے نہ رکھے۔ خدا سے دعا مانگتے تھے آخر خدا نے انکی دعا کو قبول کیا اور اپنے فضل و کرم سے باران رحمت بھیجدی۔ نو ماہ تک برابر قحط رہا اور اس عرصہ میں لوگوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اپنا یہ حال تھا کہ کوئی قیمتی چیز نہیں خریدتے تھے۔ ایک دفعہ اُن کے نوکر نے بہت مہنگا گھی اور دودھ خریدا آپ نے محتاجوں میں تقسیم کر دیا اور کہا کہ اگر میں ایسی مہنگی چیزیں خریدوں گا تو پھر مسلمانوں کے حال کی کیسے خبر ہوگی۔ الغرض اچھا طعام کھانا بھی بند کر دیا تھا۔ زیتون کے ساتھ روٹی کھاتے تھے اور گھوڑے کی سواری تک ترک کر دی۔

ایک دفعہ رات کے وقت پھرتے ہوئے حضرت عمرؓ ایک گھر میں پہونچے۔ جہاں بچے رو رہے تھے اور ایک عورت چولہے پر ہنڈیا رکھکر آگ جلا رہی تھی آپ نے پوچھا کہ بچے کیوں روتے ہیں عورت نے جواب دیا کہ بھوکے ہیں فرمایا اس ہنڈیا میں کیا پک رہا ہے وہ بولی یوں ہی بچوں کے بہلاوے کے واسطے پانی ڈال رکھا ہے وہ روتے دھوتے اسکو دیکھکر سو رہیں گے یہ حالت دیکھکر حضرت عمرؓ رو پڑے اور انھیں کھانے کے واسطے آٹا وغیرہ دیا۔

قحط کے بعد ایک اور آفت نمودار ہوئی۔ ملک شام میں وبا پیدا ہوئی اور حمص اور دمشق وغیرہ مقامات میں پھیل گئی ....

.... اس وبا نے ہزارہا گھر مسلمانوں کے ویران کر دیئے اور ملک میں تباہی پھیل گئی عراق اور بصرہ بھی اس موذی کے پنجے میں گرفتار ہوئے اور ہر طرف موت اور تباہی نظر آتی تھی حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ مدینہ میں چلے آؤ مگر اس نے اپنے بھائی مسلمانوں کو آفت میں چھوڑ کر آپ اس سے جان بچا کر ہوا گنا پسند نہ کیا حضرت عمرؓ کو اسپر رنج ہوا اور خود شام میں جانے اور دفعیہ وبا کے واسطے تدابیر سوچنے کا ارادہ کیا۔ جب سرغ میں پہونچے تو بہت سے اصحاب نے صلاح دی کہ آپ واپس جائیں حضرت عمرؓ نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور مدینہ میں واپس آ گئے ؛

حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ وبا سے بچنے کے لئے لوگوں کو لیکر بلند مقامات میں چلے جاؤ اس حکم کے مطابق ابو عبیدہ حوران کی پہاڑیوں کی طرف چلا مگر راستہ میں وبا نے اسکو شکار کر لیا۔ جب مسلمان لوگ حوران میں پہونچے تو وبا دور ہو گئی۔ کہتے ہیں اس وبا میں پچیس ہزار جانیں تلف ہوئیں ؛

باب نہم

فتح مصر ہجری سنہ ۲۰

وبا اور قحط کے ایک سال بعد مسلمانوں نے آرام کیا پھر ایاں اور مصر کی طرف قدم بڑھایا ملک روما کے زیر حکومت مصر ایک نہایت سرسبز اور شاداب ملک تھا اناج یہاں بکثرت پیدا ہوتا تھا اور قسطنطنیہ کو یہیں سے جاتا تھا۔ سکندریہ یہاں کا دار الخلافہ تھا جس میں مصریوں کے علاوہ اہل روما اور یونانی اور اہل عرب اور قبطی و عیسائی اور یہودی لوگ آباد تھے

بیشمار جہاز اس کے محفوظ اور وسیع بندر میں جمع رہتے تھے +

ہجری ۱۹ یا ۲۰ سنہ میں عمرو بن العاص حضرت عمرؓ کی اجازت سے فلسطین سے مصر کو روانہ ہوا۔ جو فوج اُس کے ساتھ روانہ ہوئی اُسکی تعداد چار ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اِس فوج کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاص کو واپس آنے کے واسطے لکھا مگر جب دیکھا کہ وہ بہت دور نکلگیا ہے تو اور فوج زبیر کے ماتحت روانہ کردی۔ اسکے علاوہ دیگر نامور بہادر بھی شامل ہوگئے اور عمرو بن العاص کی تعداد اب بارہ سولہ ہزار تک پہونچ گئی +

عمرو بن العاص آرایش سے مصر میں داخل ہوا اور قاعہ فرما کو مغلوب کرکے بائیں طرف لوٹا اور اس طرح صحرا میں سے ہوتا ہوا دریاے نیل کی سب سے دور شرقی شاخ میں پہنچگیا اس اس شاخ کے ساتھ ساتھ وہ شمالی مصر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اس نے کئی فوجوں کو شکست دی اور اطفون جو مزاحمت کرنے کے واسطے آیا تھا میدان جنگ میں مارا گیا۔ مقوقس قبطی بالائی مصر کا حاکم تھا اور عمرو بن العاص زبیر کی فوج کے ساتھ ممفس شہر کے قریب پہنچگیا قبطیوں نے خوب شجاعت دکھائی اور یمنی فوج کے پاؤں اوکھڑ گئے۔ جب عمرو بن العاس نے ان کو بزدل کہکر ملامت کی تو ایک بولا ہم آخر انسان ہیں کچھ لوہے اور پتھر سے تو نہیں بنے ہوئے یہ سُنکر عمرو بن العاص نے کہا چپ رہو بھونکنے والے کتے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ اگر ہم کتے ہیں تو آپ کتوں کے افسر ہیں۔ یہ سنکر عمرو بن العاص نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ بہادروں کو حکم دیا کہ آگے بڑھو۔ جب حملہ ہوا تو قبطی بھاگے اور کہنے لگے کہ ہم ایسے ویسوں کا مقابلہ کرنے کی تاب کب لاسکتے ہیں جنھوں نے کسریٰ اور قیصر کو چنے چبا دیے محاصرہ کچھ بہت دیر تک نہ رہا ایک حملہ عام ہوا اور زبیر نے فصیل شہر پر سیڑھیاں لگا دی تھیں کہ مقوقس نے صلح کا پیغام بھیجا جسکو عمرو بن العاص نے منظور کر لیا +

عمرو بن العاص نے اب کوئی وقت ضائع نہ کیا اور فوراً اسکندریہ کی طرف کوچ کردیا تاکہ یونانی فوج کی اس کے حفاظت کے واسطے پہنچنے سے پہلے وہاں جا پہونچے راستہ

میں اُسنے کئی لشکروں کو شکست دی جنہوں نے اُسکو آگے بڑھنے سے روکنا چاہا اور آخر کار فصیل شہر کے سامنے آموجود ہوا شہر بہت مضبوط تھا اور سمندر کی طرف سے کمک پہنچ سکتی تھی لیکن دوران محاصرہ میں ہرقل مرگیا اور کمک پہنچنے کی کوئی امید نہ رہی یونانی لوگ جہازوں پر سوار ہوئے۔ اور محصور شہر کو چھوڑ کر چلے گئے آخر مقوقس نے پہلی شرائط پر حضرت عمرؓ کی منظوری سے صلح کرلی اور ملک میں امن ہوگیا ✦

کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے سکندریہ کو اپنا دارالحکومت بنانا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے اُسکا اپنے لشکر سے اسقدر دور رہنا پسند نہ کیا اسواسطے وہ بالائی حصہ مصر کی طرف آیا اور پھر بارقا کو فتح کرکے تولمبس تک پہونچگیا ✦

باب دہم ۱۰

فتح ایران

ہرمزان اب مدینہ میں مسلمانوں کا وظیفہ خوار تھا۔ حضرت عمرؓ کے دل میں جو شکوک تھے وہ ایرانیوں کی مخالفت سے سب دور ہوگئے۔ اور انہیں مجبوراً اپنی فوج کو حکم دینا پڑا کہ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوجاوے ✦

یزدجرد کو قادسیہ اور مدائن کھونے کے بعد یہ خیال ہوگیا تھا کہ اہل عرب بس اب اسی پر قناعت کریں گے اور اُس کے ملک میں دست اندازی نہ کریں گے۔ لیکن اُس کا خیال باطل نکلا کیونکہ مسلمانوں نے قدیم دارالخلافہ مدیہ کو فتح کرلیا۔ اور اصفہان اور پرسیپولس کی طرف بڑھنے کی دہمکی دی۔ بادشاہ نے پھر ایک دفعہ حملہ آوروں کو روکنا چاہا اور اس غرض کے واسطے مختلف صوبجات کے گورنروں کے نام فرمان جاری کئے کہ فوج فراہم کریں اس طرح اس نے بے شمار فوج جمع کرلی۔

یزدجرد کی کارروائی کی خبر فوراً کوفہ میں پہونچی اور وہاں سے سعد نے خلیفہ وقت کو اس حال سے آگاہ کیا۔ ایک لاکھ پچاس ہزار فوج فرزان کے ماتحت جمع ہوئی طرح طرح کی وحشتناک خبریں پہونچتی تھیں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ موقع بہت نازک تھا اگر اس موقع پر مسلمانوں کو شکست ہوجاتی تو اُنکی بہت سی پہلی فتحیں برباد ہوجاتیں اور وہ کوفہ اور بصرہ کو بھی ہاتھ سے کھو بیٹھتے

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس موقعہ پر بھی خود تیار ہوئے مگر پھر رک گئے اور انھوں نے نعمان بن المقرن کو اہواز سے بلایا اور کوفہ اور بصرہ میں کچھ فوج رکھکر باقی اس کے ماتحت روانہ کردی جب نعمان حلوان میں پہنچا تو اُسے جاسوسوں سے معلوم ہوا کہ دشمن نہاوند میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے اور کہ اگرچہ اسکی شمال کی طرف الوند کی بلند چوٹیاں ہیں لا راستہ صاف ہے مسلمان آگے بڑھے اور ایرانیوں کے مقابلے میں آموجود ہوئے۔ انکی فوج ایرانی فوج کا پانچواں حصہ یعنی تیس ہزار تھی لیکن اس میں پکے دیندار اور بہادر جنگ جو شامل تھے دو دن کی لڑائی کے بعد ایرانی لوگ اپنی پناہ گاہ کے پیچھے ہٹے جہاں سے وہ جس وقت چاہتے تھے مسلمانوں کو تنگ کرسکتے تھے کچھ عرصہ تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی آخر مسلمانوں نے تنگ آکر ان کو باہر نکالنے کا ارادہ کیا۔ اس لئے وہ پیچھے ہٹے اور جب ایرانیوں نے ان کا تعاقب کیا تو انھوں نے ایک چکر لگایا۔ اور ان کو اپنی پناہ گاہوں سے علیحدہ کردیا پھر سخت لڑائی ہوئی جس میں نعمان مارا گیا۔ آخرکار مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ایرانی تیس ہزار آدمی میدان جنگ میں مُردہ چھوڑکر قریب کی پہاڑی کی طرف بھاگے جہاں اسی ہزار اور مارے گئے فیروزاں جبکہ ہمدان کی طرف بھاگا ہوا جارہا تھا ایک پہاڑ کے درہ میں رُک گیا جہاں ایک بھاری قافلہ شہد کے لئے ہوئے پڑا تھا یہاں وہ رستہ بھول گیا اور پکڑا اور مارا گیا اس فتح سے ہمدان مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور بے شمار خزانہ اور قیمتی جواہرات انکے ہاتھ

آئے عراق عجم کے سردار وہاں کے لوگوں نے اطاعت قبول کی اور باجگذار بن گئے مال غنیمت میں دو ڈبے بیش بہا جواہرات کی تھیں جو حضرت عمر رض نے مدینہ کے خزانہ میں رکھ دیں لیکن دوسرے صبح آپ نے اُس آدمی کو بلایا جو ڈبیا لایا تھا اور کہا کہ میں نے خواب میں فرشتے دیکھے جنہوں نے مجھے اطلاع دی کہ اگر میں ان جواہرات کو رکھ چھوڑونگا تو فلاں عذاب پاؤنگا اس لئے انکو یہاں سے اُٹھالیجا اور بیچکر انکی قیمت فوج میں تقسیم کردو۔ ان جواہرات کی قیمت چالیس لاکھ درہم ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نعمان کے مرجانے کا بہت رنج ہوا اور اُنھوں نے اُس کے بھائی نعیم ابن مقرن کو اعلےٰ افسر بنادیا۔ شاہ یزدجرد اطاعت سے منحرف ہوگیا اور حضرت عمر رض نے ملک تسخیر کرنے کا ارادہ کرلیا۔ بحیرہ کاسپین کی جنگجو قومیں رے کی حفاظت کے واسطے جو ایران کے شاہی شہروں میں سے ایک شہر ہے اسفندیار برادر رستم کے ماتحت جمع ہوئیں اور مسلمان اہل قلعہ کو ستانے لگیں نعیم ان کے مقابلہ کے واسطے آگے بڑھا اور ایک اور بڑی لڑائی میں شہر کو فتح کرلیا اسفندیار آذربائجان کی طرف واپس آیا جہاں پھر شکست کھاکر وہ گرفتار ہوا۔ یزدجرد رے سے جنوب کی طرف اصفہان کو بھاگا جب وہاں پناہ نہ ملی تو کرمان کو چلا پھر بلخ میں آیا اور آخر کار مرو میں پناہ لی جہاں اُس نے خاقان ترک اور شہنشاہ چین سے مدد مانگی۔ خاقان نے اس کا ساتھ دیا اور کئی سال تک مرو کے گرد و نواح میں لڑائی ہوتی رہی جس میں کبھی مسلمانوں کو فتح ہوتی تھی اور کبھی شکست لیکن بالآخر ترک اور اُن کے ساتھ یزدجرد پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں نے تمام سلطنت کے حصّوں کو ایک ایک کرکے فتح کیا اور قومس۔ جرجان۔ طبرستان۔ فارس۔ کرمان مکران۔ سیستان۔ خراسان آذربائجان ابواب وغیرہ اُن کے ہاتھ آئے۔

باب یازدہم

نظام مملکت

زمانۂ جاہلیت میں در اصل عرب میں کوئی گورنمنٹ نہیں تھی سب سے اچھی نسل کا بہادر شخص اپنے اپنے قبیلہ کا سردار تسلیم کرلیا جاتا تھا اور وہی اُن کو میدان جنگ میں لیجایا کرتا تھا۔ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے مکہ میں کوئی گورنمنٹ اپنے عام فہم معنے میں نہیں تھی۔ ہر ایک قبیلہ ایک جُداگانہ جمہوری حکومت تھا اور جس امر میں بہت سے قبائل متفق ہوجاتے تھے وہی بمنزلہ قانون شاہی تصور ہوتا تھا ہر ایک قبیلہ کو آزادی تھی کہ اگر کسی امر پر چند قبائل نے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے تو وہ خلاف رائے ظاہر کرے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اشاعت دین اور اپنے فرائض ادا کرنے میں لگے رہے اور دنیاوی امور میں آپ نے بہت کم توجہ کی۔ حضرت ابوبکر کی خلافت تھوڑا عرصہ تک رہی اور وہ بھی اندرونی بغاوتوں کے فرو کرنے میں گذری۔ مال غنیمت کے پانچ حصے ہوا کرتے تھے جن میں ضروری اخراجات پورے کرنے کے بعد مسلمانوں میں برابر تقسیم ہوجاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اشاعت دین میں بہت ترقی ہوئی اور بہت سے ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے جن کا باقاعدہ انتظام کرنا لازمی ہوا۔

حضرت عمرؓ نے خراج مال غنیمت اور فتوحات کے تقسیم کرنے میں ایسا احسن انتظام کیا کہ کسیکو شکایت کرنے کا موقعہ نہ رہا۔ انھوں نے تین اصول قائم کئے۔ اوّل اسلام قبول کرنے میں سبقت۔ دوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ قرب اور تعلق سوئم فوجی خدمات۔ اُنھوں نے ایک رجسٹر تیار کرایا جس میں ہر مرد عورت اور بچہ کا نام درج تھا۔ جو سلطنت سے وظیفہ کا مستحق تھا الغرض اُن تمام اہل عرب کے نام اس رجسٹر میں درج تھے جو بہی خواہان اسلام تھے سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ اعلےٰ مراتب والے اشخاص کا نام درج کرنا تو سہل تھا مگر لاکھوں سپاہیوں اور اُن کے روز افزوں عیال و اطفال کے بارے میں ایسا انتظام کرنا انسانی طاقت سے بہت بڑھکر ہے۔ لیکن حضرت عمر رضہ نے اس کام کو اس طرح سہل کیا کہ اُنھوں نے ہر ایک فرقہ کی علیحدہ علیحدہ فوج مقرر کی اور ایک فرقہ کے آدمی یا ایک فرقہ کی شاخ اکٹھی ہو کر لڑتی تھی۔

حضرت عمر رضہ نے خانہ نشین بوڑھے سے لیکر نوزائیدہ بچہ تک وظیفہ مقرر کر رکھا تھا اور نہایت انصاف سے کام لیتے تھے۔ وظیفے اور تنخواہیں موروثی ہو جاتا تھا۔ بیبیوں بیواؤں اور بچوں کے علیحدہ وظیفے مقرر تھے۔ اور عورت کا وظیفہ مرد کے وظیفہ کا دسواں حصہ تھا۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ بچہ کا وظیفہ اُس وقت مقرر کیا جاتا تھا جبکہ اس کا دودھ چھڑا دیا جاتا تھا۔ مگر بعد میں یہ قاعدہ تبدیل ہو گیا اور بچہ کا وظیفہ اُسی دن سے مقرر ہو جاتا تھا جس دن کہ وہ پیدا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضہ ایک رات عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی۔ آپ اُس طرف گئے جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی اور بچہ کی ماں کو یہ کہکر چلے آئے کہ اُسکو چپ کرا۔ دوسری دفعہ پھر رونے کی آواز آئی۔ اور اسی طرح گئے اور وہی کچھ کہکر واپس آئے تیسری دفعہ جب پھر گئے تو اُس بچہ کی ماں نے کہا کہ تو مجھکو بار بار کیوں دق کرتا ہے میں اسکا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تاکہ اس کا کچھ وظیفہ مقرر ہو جاوے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بچہ چھ ماہ کا تھا حضرت عمر رضہ جھٹ یہ سنکر واپس آئے کہ جلدی نہ کر صبح کو جب نماز سے فراغت پائی تو اُسی طرح بچہ کے

بنا دا اگر کسی کو شجاعت و بہادری کے صلہ میں کچھ دیا جاتا تھا تو وہ بھی موروثی

رونے کی آواز سُنی اسپر کہنے لگے۔ کہ عمرؓ بہت بُرا ہے جس نے مسلمانوں کی اولاد کتنی ہی مار ڈالی ہوگی۔ پھر منادی کرنیکا حکم دیدیا اور مفصلات میں لکھ بھیجا کہ کسی بچہ کا دودھ قبل از وقت نہ چھڑایا جائے کیونکہ وظیفہ اُسی دن سے مقرر کیا جائیگا جس دن کہ بچہ پیدا ہوگا +

جس قدر آمدنی بیت المال میں آتی تھی سب صرف ہوجاتی تھی اور حضرت عمرؓ کو اس بات سے نہایت خوشی اور فخر ہوتا تھا۔ حق شناس ایسے درجہ کے تھے کہ کسیکو حرف زنی کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا بھی تھا تو دندان شکن جواب سے اُسکا اطمینان ہوجاتا تھا۔

فوج کا انتظام نہایت عمدہ تھا حضرت عمرؓ نے وظائف مقرر کرکے تمام اہل عرب کو زراعت اور تجارت کے کاموں سے فارغ البال کردیا اُن کا کام ہتھیار بنانا اور لڑائی میں کام کرنا تھا۔ فوج میں خدمت کرنے کے واسطے اُن کو مجبور کیا جاتا تھا۔ اور کوئی عذر وحیلہ نہیں سنا جاتا تھا۔ وظیفہ خوار اصل میں فوج خلافت کا سپاہی تھا وظیفہ خوار عورت سپاہی کی بیوی اور اسکی ماں تھی اور بچہ جسدن درج رجسٹر ہوتا تھا اُسی دن سے فوج کا سپاہی شمار کیا جاتا تھا بجا ضروری مقامات پر چھاؤنیاں مقرر تھیں اور چار ہزار فوج ریزرو (زاید) تھی کوفہ بصرہ اور قاہرہ میں بھی چھاؤنیاں تھیں۔ کوفہ اور بصرہ کی کیفیت سر ولیم میور یوں لکھتے ہیں۔

خلافت اور خود اسلام کی قسمتوں پر کوفہ اور بصرہ کا عجیب اثر تھا ان شہروں کی بنیاد بے نظیر طریق سے ڈالی گئی۔ اور جزیرہ نما سے خالص عربی نسل کے بہت سے لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔ جو فرقے اپنے کنبوں سمیت دور سے ایران کو سرکار کرنے کے واسطے خوشبو سے رہے تھے۔ ہر گوشہ عرب سے نکلکر زیادہ تر ان دونوں شہروں ہی آباد ہوئے۔ کوفہ میں اقوام یمن اور ممالک جنوبی اور بصرہ میں اہلیان

ممالک شمال آباد ہوئے۔ تھوڑے عرصہ میں یہ دونوں شہر عظیم الشان اور خوشنما دار الخلافہ بن گئے۔ اور ہر ایک میں عربی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار سے لیکر دو لاکھ اشخاص کی تھی۔ اسلام کے علم ادب علم الٰہی اور علم امور مملکت میں ان شہروں کو اتنا اثر تھا۔ کہ اسلامی دنیا میں کسی اور شہر کا اتنا اثر نہیں تھا۔ اوقات آرام بیکاری میں گذرتی تھی ورنہ وقت کو سوشیل امور پر بحث کرنے میں گذارتے تھے۔ لیکن ان مباحثوں سے اکثر دفعہ فرقوں کی رقابت اور خانگی بدمزگی تک نوبت پہنچ جاتی تھی لوگ فسادی اور فتنہ انگیز ہو گئے اور دونوں شہر فساد اور فتنہ کی مرکز ہو گئے بدو لوگ اپنی طاقت کو سمجھتے تھے۔ اور قریش پر رشک کھاتے تھے۔ جب کوئی ان کا مزاحم ہوتا تھا تو فوراً بے قرار ہو جاتے تھے اس طرح جھگڑے بھی ہوئے جنکو حضرت عمر رضؓ کی طاقت اور دانشمندی نے قابو رکھا۔ لیکن کمزور خلفاء کے عہد میں ان جھگڑوں نے اس قدر زور پکڑا۔ کہ اسلام کی وہ یکجہتی ملیامیٹ ہو گئی اور ایک ایسی آفت سے سامنا ہوا جو اسلام کا ضرور نام مٹا دیتی اگر اس میں عجیب و غریب طاقت نہ ہوتی ✤

انتظام دیوانی کی یہ صورت تھی کہ ہر ایک صدر مقام میں عمال مقرر ہوا کرتے تھے۔ یہ عمال چار قسم کے ہوتے تھے۔ ایک امیر جس کے متعلق کل انتظام امور ریاست اور فوج کا ہوتا تھا۔ دوسرا قاضی جو مقدمات فیصلہ کیا کرتا تھا تیسرا تحویلدار جو افسر خزانہ ہوتا تھا۔ اور چوتھے وہ علماء جو مذہبی تعلیم و تلقین کیا کرتے تھے سب اپنے اپنے کام کے ذمہ وار تھے۔ اور ملک کا بندوبست حسب ضابطہ ہوا کرتا تھا۔ پہلے انتظام کی نسبت سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ فتح کے بعد انتظام دیوانی ہوا عراق عرب میں انہار کا کام ابتداء ہی میں شروع کر دیا گیا دریائے فرات کے بند جنکی طرف مدت سے کیسکو توجہ نہ تھی ایک خاص محکمہ کے سپرد

[illegible]

کئے گئے اور دریائے دجلہ کی کشتی ایک اور فرسکے ماتحت ہوئی۔ شام اور عراق کے کھیت کی پیمائش ہوئی اور اراضیات سرکار و رعایا پر لگان باقاعدہ لگان مقرر کیا گیا۔ عراق میں دہقانی لوگ یا بڑے بڑے مالکان اراضی جیسا کہ خاندان ساسانی کے عہد میں دستور تھا انتظام پولیس و خراج میں مدد دیتے تھے۔

سب سے عظیم الشان کام جو حضرت عمرؓ نے کیا ہے اور جسکی وجہ سے مسلمان لوگ ان کے نہایت احسان مند ہیں وہ ان کا قرآن مجید کو جمع کرنا ہے حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں یمامہ کی لڑائی میں بہت سے حافظان قرآن شہید ہو چکے تھے حضرت عمرؓ کو خیال پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح دیگر حافظ بھی فوت ہو گئے تو قرآن کا جمع کرنا مشکل ہو جائیگا۔ آں حضرت صلعم کے وقت میں آیات جدا جدا چمڑوں یا اونٹ کی ہڈیوں یا کھجور کی چھال پر لکھی جایا کرتی تھیں اور اسی طرح اصحاب ان کو نہایت حفاظت کے ساتھ رکھتے تھے۔ زید بن ثابت نے بڑی کوشش سے قرآن مجید کو جمع کیا اور کو مکمل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ حضرت عمرؓ کثرت احادیث کی روایت سے لوگوں کو منع کیا کرتے تھے اور تمام حدیثیں جو خود ان سے مروی ہیں انکی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں ہے ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی اسی طرح احادیث روایت کیا کرتے تھے انھوں نے جواب دیا کہ نہیں اگر میں اسوقت ایسا کرتا تو حضرت عمرؓ درہ مارتے۔ الغرض حضرت عمرؓ کثرت روایت احادیث سے بہت روکتے تھے اور یہ جس قدر کثرت روایت کی ہوئی ہے وہ سب ان کے زمانہ کے بعد ہوئی وہ اپنے زمانہ کے بڑے عالم تھے اور انھوں نے بعض مسائل میں خاص اجتہاد کیا۔

یہ ان کا حکم تھا کہ نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جاوے اور متعۃ الحج

اور متعۃ النکاح اُن کے نزدیک منع اور حرام تھا*

باب ۱۲ دوازدہم

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا اخیر حصہ

جس وقت لشکر اسلام مشرق کی جانب بہت صوبے فتح کر رہی تھی اُس وقت ایشیائی کوچک میں امن تھا۔ ہرقل کے مرنے کے بعد ایرانیوں میں سر اٹھانیکا حوصلہ نہ رہا۔ گو وقتاً فوقتاً ساحل پر لوگوں نے سر اٹھائے اور کچھ خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس وقت معاویہ شام کا انتظام کر رہا تھا بڑی دوراندیشی سے آفات آیندہ کے واسطے اپنا قبضہ مستحکم کر رہا تھا اور سب جگہہ امن تھا۔ شرجیل ضلع جارڈن کا حاکم تھا عمروؓ نے مصر میں حکومت کو محکم بنیاد پر قائم کیا اور ساحل افریقہ کی یونانی بستیوں اور دیسی فرقوں کے ساتھ لڑائی کر کے حدود اسلام کو رفتہ رفتہ مغرب کی طرف وسعت دی اگرچہ ممالک خارجیہ میں برابر لڑائی جاری تھی الا گھر میں بالکل امن تھا*

سوائے اُن سفروں کے جو حضرت عمرؓ نے شام میں کئے وہ حج کے واسطے بھی مدینہ سے باہر گئے مختلف صوبجات کے حاکم بھی اُس وقت مکہ میں حج کے واسطے آیا کرتے تھے اور جب وہ مدینہ کے راستہ سے واپس جاتے تھے تو حضرت عمرؓ ضروری امور سلطنت پر باتیں کیا کرتے تھے۔ اصل میں اس موقعہ پر گویا ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ کی زبانی رپورٹ پیش ہوا کرتی تھی۔ اپنی وفات سے کئی سال پیشتر حضرت عمرؓ نے تین ہفتے مکہ معظمہ کی مقدس نواحوں میں گذارے اور انہوں نے کعبہ کے گرد کی جگہہ کو وسیع کر دیا جو مکان بیت المقدس کے نزدیک ہوتے تھے ڈھا دیتے تھے۔

وہ گرا دئے گئے اور تمام اقوام کی عبادت گاہ کے واسطے مناسب چوک اور
سایبان بنانا شروع کیا۔ بعض مالکان نے اپنی ملکیت بیع کرنے سے انکار کیا
لیکن اُن کے گھروں کو گرا دیا گیا۔ اور ہرجانہ کے واسطے قیمت خزانہ میں اُن کے
نام پر جمع کرادی۔ حرم کے ستون حدود کو از سرِ نو بنایا گیا۔ مدینہ کی سڑک پر حج کے
واسطے چوکیاں بنا رکھی تھیں جہاں لوگ مقام کرتے تھے اور جگہہ جگہہ کے فرقے
اپنی اپنی جگہہ کی چوکیوں اور پانی کے چشموں کے ذمہ وار ہوتے تھے حضرت
عمرؓ کی خلافت کے ساتویں سال مدینہ کی نواح میں کوہ میں سے آتش فشانی
ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے غربا کو خیرات دینے کا حکم دیا جس سے وہ آتش دور ہوگئی

اسی سال ایک بحری مہم اس حملہ کے روکنے کے واسطے ابی سینیا میں
بھیجی گئی جو ساحل پر یا حدود نوبیہ پر مسلمانوں پر ہوا تھا۔ جہاز غرق ہو گئے اور
مسلمانوں کو بالکل ناکامی ہوئی۔ اسپر حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اپنی
فوج کو ایسے خطرناک کام کے واسطے نہیں بھیجیں گے ٭

عتبہ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے مغیرہ ابن شعبہ کو بصرے کا
حاکم مقرر کیا یہ انتخاب اچھا نہیں تھا مغیرہ ایک وحشی طبیعت کا آدمی تھا اور عالم
شباب میں طائف کے مقام پر اُس نے کسیکو قتل کر دیا۔ اسلام قبول کرنے سے
اسکی جبلت میں فرق نہ آیا اور نہ ہی اس کے اخلاق درست ہوئے وہ بڑا زانی
تھا اور ایک غیر منکوحہ عورت کے ساتھ زنا کرتا ہوا دیکھا گیا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ
نماز میں امامت کے واسطے کھڑا ہوا تو ابوبکرہؓ نے پرے ہٹا کر کہا کہ فاسق اور زانی کے
واسطے امامت نہیں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے مغیرہ کو مدینہ میں بلایا کہ اپنے الزام
سے بریت حاصل کرے جُرم زنا ثابت نہ ہوا۔ اور مغیرہ بری کیا گیا۔ گواہوں کو
جھوٹا الزام لگانے کی سزا بھگتنی پڑی اور مغیرہ معزول ہوکر مدینہ میں رہا ٭

مغیرہ کے بعد حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کو بصرے کا حاکم مقرر کیا جس نے میدان فیلسن میں بڑی عمدہ خدمت کی تہی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایلچی کا کام دیا تھا۔ وہ بڑا دانا تھا لیکن اسکو قریش کا سا رسوخ حاصل نہیں تھا۔ جاتی دفعہ وہ انتیس آدمی نامور اپنے ہمراہ لیگیا اور آخر کار اُسکو الزام لگائے گئے جن کا اُسکو جواب دینا پڑا۔ دھبہ نامی ایک شخص نے ابوموسیٰ پر الزام لگائے ہے حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ کو بریت حاصل کرنے کے واسطے طلب کیا۔ الزام اوّل یہ تھا کہ کردیوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے بعد جو لوگ اُن میں سے گرفتار ہوئے۔ اُن سے ابوموسیٰ نے ذاتی خدمات لیں۔ دوسرا الزام یہ تہا کہ وہ دو اراضیات پر قابض تھا۔ تیسرا الزام یہ تہا کہ اُس کے گھر میں ایک لڑکی تھی جو نہایت فضول خرچی سے گذران کرتی تہی۔ چوتھا الزام یہ لگایا گیا کہ اُس نے اپنے عہدے کی مواہیر زیاد کے حوالے کیں آخر الزام یہ تہا کہ اُس نے ایک ہزار درہم ایک شاعر کو انعام دیدیے حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کے جواب سُنے اور مطمئن ہوکر اسکو حکومت پر واپس بہیجدیا لیکن اُسکو کہدیا کہ زیاد اور لڑکی کو مدینہ میں بہیجدو۔ جب زیاد مدینہ میں آیا تو حضرت عمر اُسکی بابت حال سے اس قدر خوش ہوئے کہ پہر اُسکو وہیں واپس بہیجدیا لیکن لڑکی کو مدینہ سے باہر نہ جانے دیا۔

کوفہ کی حکومت کئی سال تک سعد اس کے بانی اور فاتح عراق عرب مدائن کے ماتحت رہی آخر کار خلافت کے نویں سال اس کے برخلاف شکائتیں ہونے لگیں۔ قریش کا بدوی رشک اپنا کام کر رہا تہا۔ اور سعد پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے مال غنیمت کے تقسیم کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا ایک اور الزام یہ تھا کہ وہ جنگی حوصلہ کا محتاج تھا اور میدان جنگ میں آنے کے لئے تساہل سے کام لیتا تھا یہی الزام قادسیہ کے مقام پر بھی اسپر لگایا گیا

تھا۔ سعد معہ اپنے الزام دہندوں کے مدینہ میں طلب کیا گیا لیکن جس بڑے الزام کا وہ مجرم قرار پایا اُس سے اُس کے الزام دہندگان کو چنداں واسطہ نہیں تھا۔ سب سے بھاری الزام یہ تھا کہ وہ نمازوں میں سستی کرتا تھا۔ اسپر حضرت عمرؓ نے سعد کی جگہہ عمار کو مقرر کیا لیکن عمار کوئی صاحب لیاقت نہیں تھا اور مزید براں عمر کا بڈھا تھا۔ کوفہ والوں نے اسکی نا قابلیت تھوڑی ہی عرصہ میں دریافت کرلی اور ان کی درخواست پر خلیفہ وقت نے ابو موسیٰ کو بصرہ سے کوفہ میں تبدیل کر دیا۔ لیکن ایک سال کے بعد ابو موسیٰ کو بھی بصرہ میں واپس جانا پڑا۔ پھر مغیرہ کو گورنری کوفہ پر بھیجا اور وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے باقی دو سال برابر اس عہدے پر رہا۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جوڈیشل افسر خاص خلیفہ کے ماتحت ہوتا تھا کل محکموں کا انتظام گورنر کے سپرد ہوتا تھا جو ہر روز مجمع میں نماز پڑھاتا تھا اور جمعہ کے دن وعظ کرتا تھا جس میں پولیٹیکل امور کا اکثر ذکر ہوتا تھا فوجی اور مالی اہتمام پہلے گورنر کے سپرد تھا مگر پھر ان عہدوں کے واسطے خاص افسر مقرر ہوئے۔ وزرائے مذہب بھی سلطنت کی طرف سے مقرر ہوا کرتے تھے۔ کسی قسم کی غلط فہمی کا اندیشہ دور کرنے کے واسطے حضرت عمرؓ نے ہر ایک ملک میں اُستاد مقرر کر رکھے تھے جن کا کام مرد اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ تعلیم قرآن دینا اور ضروریات مذہب سکھانا تھا۔ اپنی خلافت کے زمانہ ابتدائی میں اونہوں نے حکم دے رکھا تھا کہ مجسٹریٹ اس بات کا خیال رکھے کہ ہر ایک آدمی بڑا ہو یا چھوٹا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے خصوصاً ہر جمعہ کو اور کہ ماہ رمضان میں مسلمان لوگ مساجد میں برابر جمع ہوتے رہیں۔

حضرت عمرؓ نے انتظام مملکت کے واسطے صرف دیوان، اور باقاعدہ حساب کے دفاتر ہی مقرر نہیں کئے بلکہ اسلامی سن بھی اُنھوں نے مقرر کیا جو سال ہجرت کے پہلے مہینے یعنے محرم کے ہلال سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی سال کا نام ہجری رکھا گیا

حضرت عمرؓ نے شراب خوری کی سزا بہت سخت رکھی تھی۔ وہ گورنروں کو بھی اس جرم میں معزول کر دیتے تھے اور اپنے بیٹے اور ساتھیوں کو تازیانہ لگائے جانے کا حکم دینے سے نہیں جھجکتے تھے۔ دمشق میں مے نوشی کا اس قدر بازار گرم تھا کہ ابو عبیدہؓ کو ضرار اور ابو جندل جیسے آدمیوں کو بھی اس جرم کے الزام میں طلب کرنا پڑا چونکہ ان کو خود سزا دینے میں تامل تھا اس لئے اُس نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں سب حال عرض کیا اور التجا کی کہ چونکہ مجرم اپنے جرم سے توبہ کرتے ہیں اس لئے ان کو معاف کیا جاوے حضرت عمرؓ نے غصہ سے بھرا ہوا جواب دیا اور کہا کہ ایک جماعت میں انکو بلوا کر پوچھو کہ شراب حلال ہے یا حرام۔ اگر وہ کہیں کہ حرام ہے تو ہر ایک کو اسی تازیانے لگاؤ۔ اور اگر وہ کہیں کہ حلال ہے تو دونوں کا سر کاٹ دو ضرار اور ابو جندل نے اس بات کا اقبال کیا کہ شراب حرام ہے اور سزا سے تازیانہ پر دار شت کی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کا گھر معہ اُس آدمی کے جلا دیا کہ وہ شراب کی تجارت کرتا تھا۔

حضرت عمرؓ نہایت سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس زمانہ کی عیش و عشرت سے انکو کچھ سروکار نہ تھا سفر کے وقت بھی کوئی سامان اپنے ساتھ نہیں لیتے تھے ؏ اور اُس کے سایہ میں آرام کرتے تھے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو چادر پہنے ہوئے بازار میں جاتے دیکھا اور اس چادر کو چودہ پیوند لگے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمڑے کے بھی تھے۔ اُن کا کھانا معمولی ہوا کرتا تھا کوئی اعلےٰ قسم کا کھانا دسترخوان پر نہیں ہوتا تھا اور نہ گھی چربی اور زیتون کے سوائے کوئی خوشبو استعمال کرتے تھے۔ ایک دن اپنے بیٹے عاصم کو گوشت کھاتے دیکھکر پوچھا کہ کیا کھاتے ہو اُس نے کہا کہ گوشت کو دل چاہتا تھا سو گوشت کھاتا ہوں آپ نے فرمایا اسراف اسی کا نام ہے کہ جس چیز کے کھانے کو آدمی کا دل چاہے وہی کھائے۔

؏ درخت پر بعض وقت چادر ڈال لیتے تھے۔

حضرت عمر کو اپنی طبیعت پر کمال قابو حاصل تھا جو درشتی اور سختی پہلے انکی طبیعت میں پائی جاتی تھی وہ سب معدوم ہو گئی۔ ابن عباس سے جب کسی نے حضرت عمر رضہ کی نسبت پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ وہ ہوشیار پرندہ کی طرح تھے جو چاروں طرف دام میں پھنس جانے سے ڈرتا رہتا ہو۔ خلافت کا کام شروع کرنے کے وقت انہوں نے خطبہ میں کہا کہ اے خدا میں ضعیف ہوں مجھے قوت دے۔ میں سختی کرنیوالا ہوں مجھے نرمی دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر۔

حضرت عمر رضہ کو تکبر اور نخوت سے سخت نفرت تھی۔ دن کو جو کچھ کرتے تھے رات کو اپنے دل میں اسکا حساب کرتے تھے اگر دیکھتے تھے کہ کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے تو اپنے آپ کو خود سزا دے لیتے تھے۔ اور دُرّے مارتے تھے۔

حضرت عمر رضہ کی سات ازواج بیان کی گئی ہیں ان میں سے تین کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور ان کے نام زینب ملکہ اور قریبہ تھے جب اونہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ ازواج ان سے علیحدہ ہو گئیں۔ مدینہ میں حضرت عمر رضہ نے ام حکیم اور جمیلہ اور ام کلثوم دختر حضرت علی از بطن فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا اور عاتکہ بنت زید چار عورتوں سے نکاح کیا لیکن ایک اور تاریخ میں انکی چھ ازواج لکھی ہیں اُن کے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں مگر ایک اور مؤرخ نے نو لڑکے اور نو لڑکیاں لکھی ہیں عبداللہ بن عمر رضہ اپنے سب بھائیوں سے افضل تھے ان کی والدہ کا نام زینب مظعون تھا۔ اور ان کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی۔

حضرت عمر رضہ کی لڑکیوں میں سے ایک کا نام حضرت حفصہ تھا۔ انکا نکاح پہلے مکہ میں خنیس بن حذفہ سہمی سے ہوا تھا اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں اُن کے خاوند کا یہاں انتقال ہو گیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے نکاح کر لیا حضرت حفصہ ۴۵ھ سنہ ہجری میں فوت ہوئیں۔

حضرت عمرؓ قد کے بہت لمبے تھے لوگوں کے گروہ میں دور ہی سے نظر آجاتے تھے اُن کے کندھے چوڑے تھے اور شکل وصورت سے رعب وداب ٹپکتا تھا۔ رنگ سفید تھا اور اس سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی تھی۔ سر کے بال کم تھے۔ ڈاڑھی سفید تھی اور حنا سے رنگ کرتے تھے۔ دونوں ہاتھوں سے یکساں کام لیتے تھے چہرے سے ہی غصہ عیاں ہوتا تھا اور غصے کی حالت میں مونچھوں کو بٹ دیکر نیچے مُنہہ میں لے آتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کی طبیعت نرم ہو گئی اور رعب وداب والی صورت کے پیچھے اُن کا دل نرم ملنسار اور متواضع تھا ؛

وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا ہوا تھا فوت ہوتے جاتے تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صافیہ رضی اللہ عنہ آپکی چچی۔ زینب رضؓ آپکی بیوی مریم۔ یزید بن ابوسفیان ابوعبیدہ۔ خالد۔ بلال۔ اور دیگر نامور اشخاص جنہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کارہائے نمایاں کئے تھے سب کا انتقال ہو گیا تھا ؛

خود ابوسفیان اٹھاسی برس کی عمر میں ۳۲ سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ اسکی ایک آنکھ محاصرہ طائف میں اور دوسری جنگ یرموک میں جاتی رہی تھی اور وہ مدت سے نابینا تھا اوس نے اپنی بیوی ہند والدہ معاویہ کو طلاق دیدی لیکن طلاق کی وجہ کوئی معلوم نہیں ہوتی ہے ؛

باب ۱۳ سیزدہم

حضرت عمرؓ کی وفات

اس وقت حضرت عمرؓ کی خلافت کا گیارھواں سال تھا اور اگرچہ انکی عمر پچپن

سال یا بقول دیگر ساٹھ سال کی تھی الا وہ بفضل خدا توانا تھے اور اپنی ذمہ واریوں کو خوب ہوشیاری سے ادا کرتے تھے ۲۳ سنہ ہجری کے اخیر مہینے میں اُنھوں نے حسب عادت مکہ معظمہ کا سفر کیا اور اس موقعہ پر ازواج رسول اللہ ؐ کو ساتھ لیجا کر سالانہ حج کی رسوم ادا کیں اونکو مدینہ میں واپس آئے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ اون کی خلافت کا خاتمہ درد انگیز طریق سے اور قبل از وقت ہوا۔

عراق سے مغیرہ ایک ایرانی غلام فیروز نام کو جو ابولولو کے نام سے مشہور ہے لائے تھے ابھی وہ جوان تھا کہ اہل روما اُسکو قید کرکے لے گئے تھے اور اُس نے دین عیسوی قبول کر لیا تھا اس وقت مسلمانوں نے اسکو گرفتار کیا ہوا تھا اور وہ مغیرہ کی غلامی میں تھا وہ بڑھئی کا کام کرتا تھا اور مغیرہ بطور اوس کے مالک کے اس منافع میں حصہ لیتا تھا ایک دن وہ حضرت عمرؓ کو بازار میں ملا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین میرا انصاف کر کیونکہ مغیرہ مجھ سے بہت رقم وصول کرتا ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا کس قدر رقم وہ تم سے لیتا ہے۔ کہنے لگا دو درہم یومیہ آپ نے پوچھا تیرا کام کیا ہے اوس نے کہا کہ میں بڑھئی نقاش اور لوہار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے جیسے ہوشیار کاریگر سے دو درہم یومیہ زیادہ نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ہوائی چکیاں بناتا ہے اوس نے جواب دیا کہ سچ ہے۔ آپ نے فرمایا تو اچھا پھر میرے واسطے بھی ایک چکی بنا دے جو ہوا کے زور سے چلے۔ اسپر اس قیدی نے تلخی سے جواب دیا کہ اگر زندہ رہا تو تیرے لئے ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کی شہرت مشرق سے لیکر مغرب تک پھیل جاویگی۔ پھر وہ اپنے راستہ پر چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دل میں کہا کہ اس غلام نے مجھ کو دھمکی دی ہے۔

دوسری صبح کو جب لوگ نماز فجر کے واسطے مسجد میں جمع ہوئے تو ابولولو اگلی صف میں جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور حسب قاعدہ امام نماز اپنی پیٹھ موڑ کر جماعت کے آگے کھڑے ہوئے۔ ابھی آپ نے تکبیر ہی پڑھی تھی کہ ابولولو نے اون پر حملہ کیا اور تیز

خنجر سے چند زخم جسم کے مختلف حصّوں میں لگائے حضرت عمرؓ زمین پر گر پڑے اور وہاں سے اُن کو ان کے گھر لے گئے جو مسجد کے قریب تھا باوجود اس حالت کے آپ نے عبدالرحمن کو فرمایا کہ نماز پڑھاوے جب نماز سے فراغت ہوئی تو اُنہوں نے عبدالرحمن کو خلافت کے واسطے کہا۔ عبدالرحمن نے کہا کیا آپ اس بات کے واسطے مجھکو مجبور کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا "نہیں خدا کی قسم تمپر کسی کا جبر نہیں ہے" عبدالرحمن نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں ایسے بوجھ کو سر پر لینا ہرگز منظور نہیں کرونگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا (اس وقت آپکی پاک روح خالی جسم سے علیحدہ ہو رہی تھی) کہ میرے زخموں پر پٹی باندھوا دو مجھکو ٹھہرائے رکھو کہ میں اپنی امانت کو اس اون لوگوں کے حوالے کردوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفادار رہے اور جن سے آنحضرت صلعم خوش رہے۔ آپنے عبدالرحمن کے علاوہ چار اور اصحاب یعنی حضرت علیؓ حضرت عثمان زبیر اور سعد کے نام لئے اور انہیں اپنے پاس بُلایا۔ اور کہا کہ تین دن تک اپنے بھائی طلحہ کا انتظار کرو۔ (طلحہ اس وقت مدینہ میں موجود نہیں تھا) اگر وہ آجاوے تو اوسکو شامل کرلو۔ اگر وہ نہ آوے تو معاملہ کو اپنے درمیان طے کرلو۔ پھر باری باری ہر ایک کو مخاطب ہو کر کہا کہ نامزد کرنے والے کی بہت ذمہ داری ہوتی ہے اور جو منتخب کیا جاوے اوسکو ہرگز اپنے فرقہ اور کنبہ کے ساتھ غیر واجب رعایت نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت علیؓ سے کہا کہ اگر آپ خلیفہ بنائے جاؤ تو تم بنی ہاشم کو دیگر بھائیوں پر ترجیح نہ دینا۔ حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اگر آپ کو یا سعد کو خلافت ملی تو خبردار اپنے رشتہ داروں کو لوگوں کی گردن پر نہ بٹھلا دینا پھر کہا کہ اُٹھ جاؤ سوچ اس بات کا فیصلہ کرو اس اثنا میں صہیب امامت کریگا۔ جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے ابو طلحہ نامور بہادر کو بلایا اور کہا کہ جاؤ اون کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ کسی آدمی کو اون کے پاس اندر نہ جانے دو۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جا اون لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے جو اون کے پاس تھے کہ جو شخص میرے بعد خلیفہ مقرر ہووے

اوسکو میری یہ وصیت پہونچا دینا کہ اس شہر کے آدمیوں پر مہربان رہے جس نے ہم کو اور ہمارے دین کو پناہ دی اونکی نیکیوں کی بہت قدر کرے اور اونکی خطاؤں سے درگذر کرے اور اُسکو کہنا کہ اہل عرب کے ساتھ نیک سلوک رکھے کیونکہ حقیقت میں وہ اسلام کا ضروری جزو ہیں جو عشرہ اون سے لیوے اوہنیں کو غربا کی پرورش کے واسطے واپس دیدیوے اور عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا کہ رسول خُدا نے اون کے ساتھ عہد کیا ہے اے خدا! میں نے اپنی زندگی کے دن پورے کر لئے ہیں اور اب میں سلطنت اور خلافت کو پُر امن اپنے جانشین کے حوالہ کرتا ہوں ٭

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو حکم دیا۔ کہ جا کر دریافت کرے کہ کس نے اون کو زخمی کیا تھا جب معلوم ہوا کہ ابو لولو نے ایسا کیا تھا۔ تو آپ بولے کہ شکر ہے خدا کا کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جو ایک دفعہ خدا کے سامنے سربسجود ہوا ہے۔ اے میرے بیٹے عبد اللہ اب حضرت عایشہ صدیقہ کے پاس جا اور اُن سے اجازت مانگ۔ کہ میں اون کے حجرے میں رسول کریم اور حضرت ابوبکر صدیق کے پہلو بہ پہلو دفن کیا جاؤں اگر وہ اجازت نہ دیں۔ تو بقیع کی قبرستان میں مجھے اور مسلمانوں کے پاس دفن کر دینا۔ اور سنو اے عبد اللہ اگر ان میں اختلاف رائے ہو۔ تو چونکہ تم بھی اہل شوریٰ میں سے ہوگے۔ تم نے کثرت رائے کی طرف ہونا۔ اور اگر رائے مساوی ہوں۔ تو تم نے اس طرف ہونا جس طرف عبد الرحمٰن ہو وے۔ اب لوگوں کو اندر آنے دو۔ ہزارہا لوگ دروازے پر کھڑے تھے۔ جب اجازت ملی۔ تو وہ سلام کے واسطے نزدیک آتے جب وہ اندر باہر آتے جاتے تھے۔ تو حضرت عمر نے پوچھا کہ میرے برخلاف سازش کے واسطے کوئی بڑا آدمی بھی شریک ہوا ہے۔ سب نے خوفزدہ ہو کر کہا کہ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو ٭

سب میں سے حضرت علیؓ پرسش حال کے واسطے آگے بڑھے۔ اور جب

وہ پاس بیٹھ گئے۔ تو ابن عباسؓ ہی آپہنچے۔ حضرت عمرؓ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کیا تم اس معاملہ میں میرے ساتھ متفق ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اسپر حضرت عمرؓ نے کہا کہ دیکھنا کہیں تم اور تمہارے ساتھی مجھے دہوکہ نہ دینا۔ اے میرے بیٹے عبد اللہ اب میرا سر تکیہ پر سے اٹھاؤ۔ اور پھر اس کو آہستگی سے زمین پر رکھ دو۔ شاید اللہ تعالٰے اپنے رحم سے آج رات مجھکو اٹھا لیوے۔ کیونکہ مجھے طلوع آفتاب سے خوف آتا ہے۔ ایک طبیب نے آپ کو کھجور کا پانی پینے کے واسطے دیا لیکن وہ جیوں کا تیوں زخم میں سے ہوکر آنکلا اور ایسا ہی دودھ کے گھونٹ کے ساتھ ہوا جب طبیب نے یہ حالت دیکھی تو اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ زخم کاری ہے۔ اے امیر المومنین اپنی وصیت کرو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں ابھی وصیت کر چکا ہوں۔ جب وہ لیٹ گئے تو ان کا سر اپنے بیٹے کی گود میں تھا۔ اور وہ یہ شعر پڑھتے تھے:۔

ظلوم لنفسی غیر انی مسلم اصلی الصلوٰۃ کلھا واصوم

جس کا ترجمہ یہ ہے میرے نفس کے لئے مشکل ہوئی ہوتی اگر میں مسلمان نہ ہوتا مگر نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا رہا ہوں +

اسی طرح دھیمی آواز میں اللہ کا نام لیتے رہے اور کلمہ پڑھتے رہے آخر کار انکی پاک روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ یہ جانگاہ واقعہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ سنہ ہجری کو ہوا اور آپ نے ساڑھے دس برس تک خلافت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

حضرت عمرؓ نے جو رسول خدا کے بعد سب سے بڑھ کر گنے جاتے ہیں اس طرح وفات پائی۔ اون کو اس واسطے سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے اپنی دانشمندی صبر و استقلال اور طاقت سے شام مصر اور ایران کی حکومت حاصل کر لی جو اس وقت سے لیکر اب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر لشکر اسلام صرف

سرحد شام ہی سے پار گیا تھا۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اوس وقت صرف سرزمین عرب مسلمانوں کے زیر حکومت تھی جب اُنہوں نے وفات پائی تو اونکی وسیع سلطنت میں ایران مصر اور بعض نہایت عمدہ صوبے سلطنت روم کے شامل تھے۔ لیکن باوجود اس قدر خوش قسمتی کے اُنہوں نے دانائی اور سنجیدگی کو کبھی ہاتھ سے نہ دیا نہ رئیس عرب کی کفایت شعاری اور میل جول کو دل سے بھلادیا۔ جب کوئی ملاقات کرنے کے واسطے دور دراز صوبجات سے آتا تھا تو مسجد کے صحن کے اردگرد دیکھکر پوچھتا تھا۔ کہ خلیفہ کہاں ہیں حالانکہ خلیفۂ وقت اس وقت سیدھا سادا لباس پہنے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے کرتے تھے۔

سرولیم میور لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بہت سیدھے سادے اور اپنے فرائض کی بجاآوری میں نہایت سرگرم تھے۔ ان کے عہد خلافت کی دو باتیں خاصکر مشہور ہیں ایک یہ کہ کسیکی طرف داری نہیں کرتے تھے دوم یہ کہ فرائض کو نہایت گرمجوشی سے ادا کرتے تھے ان کو اپنی ذمہ واری کا بوجھ اس قدر بھاری معلوم ہوتا تھا کہ بعض اوقات یہ کہہ دیتے تھے کہ کاش میری ماں مجھکو نہ جنتی۔ کاش اسکی بجائے میں گھاس ہوتا۔ عالم شباب میں وہ تند مزاج اور بیقرار طبیعت والے مشہور تھے پیغمبر خدا کی حیات کے پچھلے دنوں میں بھی وہ انتقام لینے کے بڑے حامی تھے۔

ہر وقت تلوار کو میان سے نکالنے کے لئے تیار رہتے تھے اور یہہ حضرت عمرؓ ہی تھے جنہوں نے جنگ بدر کے بعد سب قیدیوں کے مارے جانے کی مشورت دی۔ لیکن عمرؓ اور خلافت کے بوجھ نے اون کی جبلت کی تیزی کو نرم کردیا وہ بڑے انصاف پسند تھے سوائے اوس سلوک کے جو انہوں نے خالد کے ساتھ کیا جس کے اُنھوں نے غیر فیاضانہ کینہ سے کام لیا۔ اُن کے ظلم اور بے انصافی کا اور کوئی فعل اون کے برخلاف درج نہیں ہے خالد کے معاملہ میں بھی ان کو عداوت اس واسطے ہوئی تھی کیونکہ خالد نے ایک مغلوب

دشمن کے ساتھ بہت بُری طرح سلوک کیا تھا۔ افسر فوج یا گورنر مقرر کرنے کے وقت وہ ہرگز کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتے تھے ا ور مغیرہ اور عمار کے تقرر کے علاوہ اور سب کے تقرر سے بہت اچھا نتیجہ ہوا۔ سلطنت کے مختلف فرقوں اور لوگوں کو جن کے بہت مختلف حقوق تھے اُن کی دیانتداری پر نہایت اعتبار تھا۔ اور اُن کے زور آور بازو نے قانون اور سلطنت کو باقاعدہ رکھا۔ فتنہ اور فساد کی جگہوں کو اور گورنروں کو تبدیل کرنے میں گو کمزوری پائی جاتی ہے لیکن اس سے بھی اونھوں نے بدوؤں اور قریش متضاد و عادی کو دو کے رکھا اور اپنے مرتے دم تک اسلام میں رخنہ پردازی کی کبھی دلیری نہیں کی سب سے مشہور صحابہ کو انہوں نے مدینہ میں اپنے پاس رکھا کچھ تو بلاشبہ اس وجہ سے کہ انکی تدابیر کو تقویت ہو اور کچھ اس وجہ سے (جیسا کہ وہ فرمایا کرتے تھے) کہ وہ اُن کو اپنے ماتحت رکھکر انکی عزت میں فرق نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔ چابک ہاتھ میں لئے ہوئے وہ مدینہ کے کوچوں اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور مجرم کو وہیں برسر موقع سزا دینے کو تیار رہتے تھے۔ اور یہہ بات ضرب المثل ہو گئی تھی کہ حضرت عمرؓ کا درہ کسی اَور کی تلوار سے زیادہ خوفناک ہے۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے وہ نرم دل والے تھے۔ اور انکی مہربانی کے سیکڑوں فعل بیان کئے گئے ہیں جیسے کہ بیواؤں اور یتیموں کی ضروریات کو رفع کرنا +

امیر المؤمنین کا لقب سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے پایا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ خلیفہ رسول اللہ ایک بہت لمبا اور بھاری نام ہے۔ حالانکہ امیر المؤمنین سہل اور عام فہم کے واسطے زیادہ بہتر مناسب ہے +

اون کی خواہش کے مطابق حضرت عمرؓ کو حضرت عایشہ صدیقہؓ کے حجرے میں آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو بہ پہلو دفن کیا گیا۔ صہیبؓ نے جو نماز کے وقت امام ہوا کرتا تھا نماز جنازہ پڑھی اور پانچوں اہل شوریٰ اور عبداللہ آپ کے فرزند نے اُن کے خاکی تن کو اوسکی دائمی آرامگاہ میں رکھدیا۔ اون کی وفات پر لوگوں نے بہت مرثیے

کہے ذیل میں ہم شماخ کا دردناک مرثیہ درج کرتے ہیں ۵

جزی اللہ خیرًا من امیر وبارکت　　　ید اللہ فی ذاک الادیم الممزق

ترجمہ:۔ خدا جزائے خیر دے اوس کو جو امیر المؤمنین ہے
اور خداوند تعالے کا ہاتھ اوس جلد میں جو خنجر سے پارہ پارہ ہو گئی ہو برکت دے

قضیت امورًا ثم غادرت بعدھا　　　بوائج فی اکمامھا لم تفتق

ترجمہ:۔ تمنے اپنی خلافت میں بہت سے امور عظام کا فیصلہ کیا پھر اونکے بعد
انکے غلافوں اور پردوں میں ایسی مصیبتیں چھوڑ دیں جو اب تک ظاہر نہیں ہوئی تھیں

ابعد قتیل بالمدینۃ اظلمت　　　لہ الارض تھتز العضاہ باسوق

ترجمہ:۔ کیا بعد ایسے مقتول کے جو مدینہ میں قتل ہوا اور جس کیلیے تمام زمین تاریک ہو گئی
بڑے بڑے درخت اپنے تنوں پر لہلہائیں (یعنی ایسا نہیں ہو گا کیونکہ اونکا غم سب پر اثر کر گیا ہے)

تظل الحصان البکر یلقی جنینھا　　　نثا خبر فوق المطی معلق

ترجمہ:۔ پاکدامن شوہر دار عورتیں ایسے حال میں ہو گئی ہیں کہ اون کے حمل کو
اوس خبر کی ہیبت نے جسکو شتر سوار شہر بشہر لیے پھرتے ہیں گرا دیا ہے۔

وما کنت اخشی ان تکون وفاتہ　　　بکفی سبنتی ازرق العین مسطرق

ترجمہ:۔ اور مجھکو یہ خوف نہ تھا کہ اوسکی موت ایک شخص جری ودڑھیٹ اور
گربہ چشم کمینہ کم قدر کے دونوں ہاتھوں سے ہو گی کیونکہ اون کا مرتبہ اس سے بڑا تھا۔

تمت

بالخیر

سوانح عمریاں

اسم اعظم یعنے سوانح عمری جناب غوث پاک عہ ر

المامون سوانح عمری خلیفہ ماموں رشید عہ ر

الہارون سوانح عمری خلیفہ ہارون رشید ۱عہ

خالد بن ولید سوانح عمری حضرت خالد بن ولیدؓ ۱عہ

پیارے نبی کے پیارے حالات یعنی سوانح عمری حضرت
رسول کریم صلعم جلد اول دوم ۱۴ ر

حیات صلاح الدین یعنے سوانحعمری سلطان
صلاح الدین فاتح بیت المقدس عمہ ر

سوانحعمری امام ربانی مجدد الف ثانی ۴ر

سوانح عمری قیصر ہند ۴ر

سوانح عمری امیر عبدالرحمن والیٔ دولت افغانستان ۸ر

سوانح عمری حکیم بو علی سینا ۳ر

سوانح عمری ابوالفضل ۲ر

سوانح عمری سکندر شاہ مقدونیہ ۸ر

سوانح عمری زیب النسا ۳ر

سوانح عمری نورجہاں بیگم ۴ر

سوانح عمری ملا دو پیازہ ۲ر

سوانح عمری کرسٹوفر کولمبس نئی دنیا کے دریافت
کرنے والے مشہور جہازراں مسٹر کرسٹوفر کولمبس کو دیکھیے
کہ باوجود ایک ادنیٰ دھنیے والے کے گھر پیدا ہونیکے
اپنی محنت اور لیاقت سے اس قدر شہرت حاصل
کی کہ آجتک عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
قیمت ۴ر

سوانح عمری جعفر زٹلی ۳ر

سوانح عمری مہاراجہ رنجیت سنگھ ۱۲ر

ناول مصنفہ مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

فلورا فلورنڈہ مسلمان فرماں روایان اسپین کے
عہد کا ایک دلچسپ ناول کیتھولک پادریوں اور ننوں
کی سچی تصویر عمہ

دلکش حصہ اول دوم ۱۴ر

دلچسپ ہر دو حصہ ۴ر

بدر النسا اور اسکی حقیقت عہ ر

فردوس بریں عہ ۴ر

منصور موہنا ۴ر

حسن انجلینا ۴ر

درگیش نندنی ۴ر

ملک العزیز ورجنا عہ ۴ر

جان جوکھوں ۴ر

صلیب وہلال ۴ر

حسن بن صباح ۴ر

فواید الفواد ۳ ار مقالات امام ربانی ۱۰ ار
اسلام اور اسکی حقیقت ہم ر روزہ اور اسکی حقیقت ہم ر
نماز اور اسکی حقیقت ہم ر

کتب تعلیم نسوان

تہذیب النساء ا ر نصیحت النساء ا ر
مراۃ العروس ۱۲ ر بنات النعش ۲ ر
توبۃ النصوح ۱۲ ر تعلیم النسوان ا ر
تحفۃ الزوجین ۲ ر تعلیم النساء ۳ ر
تعلیم النساء ۵ ر تکریم النساء ا ر
جمال اکبر ا ر تعلیم سمیہ جلد ۱۰ ر

کتب نعت و مولود شریف

مولود شریف ۱ ر مولود کامل ہم ر تاریخ کلاں حصہ دوم ۳ ر
تاریخ حبیب الہ حصہ اول ۳ ر ایضاً حصہ دوم ۳ ر
حصہ سوم ۳ ر ایضاً حصہ چہارم ۳ ر
حصہ پنجم ۳ ر منظوم ۳ ر
مثنوی نعت ۳ ر دیوان جوہر کامل ۳ ر
مولود مشتاق ۳ ر مولود شریف شہید ۳ ر
نعت ۳ ر بہار نعت ۳ ر گلشن نعت ا ر
مدینہ نعت ۳ ر نگینہ نعت ۳ ر تحفہ نعت ۳ ر
گنجینہ نعت ۳ ر تحفۃ نعت ۳ ر مجموعہ نعت ۳ ر
گلدستہ نعت ۳ ر ہدیہ نعت ۳ ر قندیل عرش ۳ ر

مولود بہار ولادت ۳ ر نعت فیروزی ۳ ر
حافظ الایمان ۳ ر حافظ الاسلام ۳ ر
شمع حرم ا ر نعت نبوی ۳ ر

کتب طب اردو

دافع طاعون ۳ ر طب یوسفی ۳ ر میزان طب ۳ ر
تحفۃ الحکمت ۳ ر تعلیم الحکمت ۳ ر علاج الغربا ۳ ر
رسالہ امراض مستورات ۳ ر قرابادین ۳ ر مجربات ۳ ر
تشریح منصوری ۳ ر مقالات بقراط ۳ ر
طب نبوی ۳ ر علاج الامراض خورد ۳ ر
علاج الامراض کلاں ۳ ر رسالہ نادرہ ا ر
اکسیر الصبیان ۳ ر چہار حصہ ۳ ر نادر عجائبات ۳ ر
تعبیر احسن ۳ ر طب خانگی ۳ ر دو حصہ ۳ ر
ہدایت ۳ ر دوائیات ہند ۳ ر خیر ۳ ر
مخزن حکمت ۳ ر جامع المفردات ۱۰ ر
مخزن المفردات ۳ ر طب عجائب غرائب ۳ ر
گلدستہ مجربات ۳ ر رسالہ تپ ۳ ر
تشریح الطب ۳ ر

تمام درخواستیں بنام محمد اسمعیل تاجر
کتب بنگلہ ایوب شاہ لاہور کے پتہ پر ہوں